قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوف دال است بر نفعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ✤ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل است بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المذبور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج است بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۵ | بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ | جلد ۲

کہ جامع است انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالبے حادی و مذکر است در ہر مجلس و نادی

و ممکن است برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالۂ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد است از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ بادارۂ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتبخانۂ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی [illegible] میگردد

لہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث احسن حدیثنا کتاب اللہ وقضی بالرحم ۱۲

ضروری اطلاع:۔ چونکہ شعبان المعظم کے پرچہ میں امیر الروایات کی ترتیب غلط ہو گئی تھی لہٰذا وہ فاعل سے خارج کر دیں اور رسالہ ہٰذا میں شعبان کا مضمون مکرر ارسال ہوا ہے لگا لیں فقط۔ (مدیر)

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہٰذا کا مقصود اُمۃ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ معین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈہائی جزسے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ/ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں سالانہ وی۔ پی بھیجا جائیگا۔ اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ/ کا وی۔ پی روانہ ہوگا۔ جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاک خانہ اضافہ کریگا اور عہ/ کا وی۔ پی پہنچے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمتمیں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۲ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائیں گے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرما دیں۔ مگر اسکی قیمت تین روپیہ ہے علاوہ محصولڈاک۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ ”الہادی“ دہلی

ایک آدمی کو گم شدہ شے کو مسجد میں تلاش کرتے سُنا اسکو خاموش کیا اور جھڑک دیا اور فرمایا کہ ہم اس سے منع کئے گئے ہیں اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور ابن سیرین نے حضرت ابن مسعود سے نہیں سُنا اور پہلے اس بارہ میں حدیث واثلہ کی گذر چکی ہے کہ اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں اور دیوانوں اور خرید فروخت سے بچاؤ۔

اور حضرت ابو سعید خدری کے ایک آزاد کردہ غلام سے مروی ہے کہ میں ابو سعید کے ساتھ تھا اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے میں مسجد میں داخل ہوا گیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی مسجد کے بیچ میں گوٹ مارے ہوئے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں پنجہ دئے ہوئے بیٹھا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ فرمایا وہ شخص جناب کے اشارہ کو نہ سمجھا تب حضرت نے ابو سعید کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں ہو تو دونوں ہاتھوں کا پنجہ نہ گانٹھے اس وجہ سے کہ یہ پنجہ گانٹھنا شیطان سے ہے اور جبتک کہ تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں رہتا ہے برابر نماز میں (شمار) ہوتا ہے جبتک کہ باہر نہ جائے اسکو امام احمد نے باسناد حسن بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے جبکہ گھر سے وضو کر کے مسجد میں آتا ہے برابر نماز میں رہتا ہے جبتک نہ واپس جائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں پنجہ گانٹھ کر فرمایا کہ ایسا نہ کرے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ شرط شیخین پر صحیح ہے اسمیں کلام ہے۔

اور حضرت کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی وضو کر کے نماز کا قصد کر کے نکلے تو وہ دونوں ہاتھوں میں پنجہ نہ گانٹھے اسکو امام احمد اور ابوداؤد نے جید سند سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے بواسطہ سعید مقبری کے ایک شخص سے اور اس نے کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے اور یہ لفظ ترمذی ہی کے ہیں اور ابن ماجہ نے اسی سند میں سے شخص نامعلوم کو نکالکر روایۃ کیا ہے اور امام احمد کی ایک روایت میں کعب بن عجرہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں میرے پاس تشریف لائے میں پنجہ گانٹھے ہوئے تھا فرمایا اے کعب

جب تم مسجد میں ہو تو انگلیوں میں پنجہ نہ گانٹھا کرو اسواسطے کہ جبتک تم مسجد میں رہتے ہو نماز ہی میں ہو اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسکے مثل روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے ابو بدر راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں حضرت ابوہریرہ نے اس حدیث کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے فرماتے ہیں کہ کنکری مطالبہ کریگی اس شخص سے کہ جو اسکو مسجد سے نکالیگا (ف اللہ اعلم بظاہر اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اونی سی شے بھی مسجد کی باہر مسجد سے استعمال نہ کی جائے ورنہ بروز محشر وہی شے اس پر مطالبہ کریگی کہ تونے مجھکو مسجد سے کیوں نکالا اسکو) ابو داؤد نے بسند جید روایت کیا ہے اور اس حدیث کی نسبت دار قطنی سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے ذکر کیا کہ یہ حضرت ابوہریرہؓ سے موقوفاً روایت کی گئی ہے اور اسکا حضرت تک پہونچانا ابو بدر کا وہم ہے اللہ اعلم۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی کہ انکی باتیں انکی مساجد میں ہوا کرینگی اللہ کو انکی کچھ پروا نہیں (یعنے مسجد میں بیٹھنے سے ایسے لوگونکو کوئی اجر یا ثواب خداوند تعالےٰ کی طرف سے نہیں ملیگا) اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

١٣٠

مساجد میں خاصکر اندھیری رات میں جانیکے فضائل

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آدمی کی جماعت کی نماز اسکے گھر اور بازار کی نماز سے ۲۵ گونا اجر زائد رکھتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جب وہ عمدگی کے ساتھ وضو کرتا ہے اور صرف نماز ہی کے واسطے مسجد کو جاتا ہے تو اسوقت کوئی ایسا قدم نہ رہے گا کہ اسکی وجہ سے اسکا ایک درجہ (ثواب) نہ بڑھے اور ایک گناہ نہ معاف ہو اور جب نماز پڑھ چکتا ہے تو جبتک اپنی نماز کی جگہ (بیٹھا) رہتا ہے برابر فرشتے اسپر درود پڑھتے ہیں کہ اے اللہ اسپر رحمت نازل فرما اے اللہ اسپر رحم فرما اور جبتک وہ نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے برابر (عند اللہ) نماز میں رہتا ہے اور ایک روایت میں (فرشتوں کی دعا میں) یہ الفاظ بھی ہیں کہ اے اللہ اسکی مغفرت فرما اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما

(یہ سلسلہ) اسوقت تک جاری رہتا ہے جبتک کہ اس مسجد میں کوئی تکلیف نہ پہنچائے یعنے وضو نہ توڑے اسکو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اختصار کے ساتھ اور امام مالک نے موطا میں ان لفظوں کے ساتھ روایۃ کیا ہے کہ جس شخص نے عمدہ وضو کیا پھر قصداً نماز کو نکلا وہ نماز ہی میں ہے جبتک کہ نماز کا قصد رکھتا ہے اور اسکے واسطے اسکے ہر ایک قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی رہیگی اور دوسرے قدم پر گناہ مٹتا رہے گا پس جب تم میں سے کوئی شخص اقامۃ سنے تو دوڑنا نہ چاہیئے اسواسطے کہ تم میں سے بڑے اجر والا زیادہ اور گھر والا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اے ابوہریرہ یہ کیوں فرمایا باعث زیادتی قدموں کے اور اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر سے میری مسجد کی طرف نکلتا ہے تو ایک قدم رکھنے سے اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم کے رکھنے سے ایک گناہ معاف ہوتا ہے جبتک واپس آوے (یہی سلسلہ جاری رہتا ہے) اور اسکو نسائی و حاکم نے مثل ابن حبان کے بھی روایۃ کیا ہے مگر انہوں نے واپس ہونے تک کو نہیں روایۃ کیا اور حاکم نے اپنی صحیح میں مسلم کی شرط پر روایۃ کیا اور اس سے پہلے باب میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث گذری ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی گھر میں وضو کرکے مسجد کو جاتا ہے جبتک واپس ہو نماز ہی میں رہتا ہے الحدیث۔

اور حضرت عقبہ بن عامرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایۃ کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب آدمی پاک ہوکر نماز کے ارادہ سے مسجد میں آتا ہے اسکے دونوں لکھنے والے (فرشتے) یا فرمایا کہ اسکا لکھنے والا (فرشتہ) ہر قدم کے بدلے میں کہ جو مسجد کی طرف رکھتا ہے دس نیکیاں لکھتا رہتا ہے اور نماز کے انتظار میں بیٹھنے والا مثل نماز پڑھنے والے کے ہے اور جب سے گھر سے نکلتا ہے گھر واپس ہونے تک نمازیوں میں لکھا جاتا ہے اسکو امام احمد اور ابویعلی اور طبرانی کبیر اور اوسط میں بعض طرق صحیحہ سے اور ابن خزیمہ اپنی صحیح میں روایۃ کرتے ہیں اور ابن حبان نے دو جگہ متفرق طور پر روایۃ کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

۱۳۱

فرمایا کہ جو شخص جماعت والی مسجد کو چلتا ہے پس اسکا ایک قدم گو رکھنا ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم کا رکھنا اسکے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے آتے بھی اور جاتے بھی اسکو امام احمد نے اسناد حسن کے ساتھ اور طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے ہر جوڑ کے اوپر ہر روز ایک نماز ہے حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ جتنے احکام کہ ہم کو دئے گئے ہیں یہ (حکم) ان سب سے سخت ہے فرمایا کہ تمہارا نیک کام کو حکم کرنا اور برُے کام سے روکنا نماز ہے اور کمزور آدمی کا بوجھ اٹھوا دینا نماز ہے اور راستہ سے تکلیف وہ چیز کا ہٹا دینا نماز ہے اور ہر قدم کہ تو نماز کے واسطے رکھتا ہے نماز ہے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

فائدہ یہ جملہ اعضا کے فرائض ہیں جو بطور شکر یہ انسان پر واجب ہوتے ہیں انکو نماز سے تعبیر کیا ہے۔

اور حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جس شخص نے وضو کامل کیا پھر فرض نماز کے واسطے چلا اور اسکو امام کے ساتھ ادا کیا اسکے گناہ بخش دئے جائینگے اسکو ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی کو موت پیش آئی اسنے کہا کہ میں تم سے ایک حدیث بیان کرنے والا ہوں صرف اجر و ثواب کی غرض سے۔ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ تم میں سے جو کوئی عمدہ (کامل) وضو کرکے نماز کے واسطے نکلا تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنا داہنا قدم اُٹھائے تو اللہ تعالےٰ اس کے واسطے ایک نیکی نہ لکھے اور جب بایاں قدم اُٹھاے تو اللہ تعالےٰ ایک گناہ نہ معاف کرے اب چاہو قریب رہو یا دور رہو پھر اگر مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھ لی تو اسکے گناہ معاف کر دئے گئے اور اگر مسجد میں آیا اور کچھ لوگ پڑھ چکے اور کچھ (نماز) باقی رہی اس باقی میں شریک ہو گیا اور پھر اپنی (نماز) پوری کی تو بھی ایسا ہی ہوگا اور اگر بعد میں ایسے وقت پہونچا کہ لوگ نماز پڑھ چکے اور اپنی نماز (تنہا) پڑھی تب بھی ایسا ہی ہوگا اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات میں میرے پاس میرے رب کی جانب سے ایک آنے والا (فرشتہ) اترا پس آپ نے تمام حدیث کا ذکر کیا حتیٰ کہ یہ بھی فرمایا کہ اس فرشتہ نے کہا کہ اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کیا آپ جانتے ہیں کہ فرشتہائے مقربین کس بات میں گفتگو کر رہے ہیں میں نے کہا کہ ہاں درجات اور کفارات میں (یعنے کن اعمال سے ترقی درجات ہوتی ہے اور کن سے گناہ معاف ہوتے ہیں) اور مسجد میں جماعت کیطرف چلنا اور آزمایش کے موقعوں پر (یعنے سردی وغیرہ کے وقت) کامل وضو کرنا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا (اسی قبیل سے ہے) اور جس شخص نے ان نمازوں کی محافظت کی وہ خیر کے ساتھ زندہ رہا اور خیر کے ساتھ مریگا اور اپنے گناہوں سے ایسا ہو جائیگا کہ جیسا کہ اپنی ماں سے پیدا ہونے کے دن تھا اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے اور انشاء اللہ یہ آیندہ پوری بھی آئے گی۔

۱۳۳ اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لامحالہ جو شخص تم میں سے وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر مسجد میں نماز ہی کے ارادہ سے آوے تو اللہ تعالےٰ اسکے لئے اظہار مسرت فرماتے ہیں جیسا کہ مسافر کے اہل خانہ اسکے آنے پر اظہار مسرت کرتے ہیں اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ کچھہ قطعات زمین مسجد کے گرد خالی ہوئے تھے قبیلہ بنی سلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد شریف کے اطراف میں منتقل ہو جائیں یہ (خبر) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی ان لوگوں سے فرمایا کہ مجھکو خبر پہونچی ہے کہ تم مسجد کے قرب میں منتقل ہونے کا ارادہ کرتے ہو انھوں نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ ہم نے یہ ارادہ تو کیا ہے فرمایا اے بنی سلمہ اپنے گھروں میں ہی رہتے رہو تمہارے آثار (قدم) لکھے جاتے ہیں پھر دوبارہ فرمایا کہ اپنے گھروں میں رہتے رہو تمہارے آثار قدم لکھے جاتے ہیں تب ان لوگوں نے کہا کہ پھر ہم کو اپنا منتقل ہونا کیا خوش کر سکتا ہے اسکو مسلم وغیرہ

نے روایت کیا ہے اور مسلم کی اسی معنے میں ایک دوسری روایت ہے جسکے اخیر میں فرمایا ہے کہ تم کو ہر قدم کے بدلہ میں ایک درجہ ملتا ہے۔

اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ انصار کے مکانات مسجد شریف سے بعید تھے انھوں نے (مسجد کے قریب) منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو یہ آیت شریف نازل ہوئی ونکتب ما قدموا و اٰثارھم - پس وہ رک گئے معنے آیۃ شریف کے یہ ہیں کہ لکھتے ہیں ہم ان اعمال کو جو انھوں نے آخرت کے لئے کئے ہیں اور ان کے آثار (قدم) کو اسکو ابن ماجہ نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ مسجد سے دور سے دور (رہنے والا) اجر میں زیادہ بڑا ہے اسکو امام احمد ابوداؤد ابن ماجہ حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح مدنی الاسناد ہے۔

اور حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلتا تہا اور ہم نماز کا ارادہ کرتے تھے تو آپ پاس پاس قدم رکھتے تھے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو میں کیوں پاس پاس قدم رکھتا ہوں میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول زیادہ جانتا ہے فرمایا جبتک بندہ نماز کی طلب میں رہتا ہے برابر نماز میں رہتا ہے اور ایک روایۃ میں فرمایا کہ میں نے صرف اس وجہ سے (ایسا) کیا ہے کہ تاکہ نماز کی طلب میں قدم زیادہ ہوجائیں اسکو طبرانی نے مرفوع اور موقوف حضرت زید پر روایۃ کیا ہے اور موقوف صحیح ہے۔

۱۳۴

اور حضرت ابو موسےٰؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تمام لوگوں سے زیادہ اجر پانے والا نماز کے بارے میں زاید سے زاید دور سے چلکر آنے والا ہے اور جو شخص نماز کی انتظار کرتا ہے تاکہ امام کے ساتھ ادا کرے وہ اس شخص سے زیادہ اجر والا ہے جو (تنہا) نماز پڑھے اور سوجائے اسکو بخاری مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی تہا کہ میں اس سے زاید دور رہنے والا مسجد سے کسی کو نہیں جانتا ہوں کوئی نماز اس سے نہیں رہتی تھی اس سے

کہا گیا کہ کیا اچھا ہو اگر تم ایک گدھا خرید لو کہ تم اندھیری راتوں میں اور دھوپ سے جلتی ہوئی زمین میں اسپر سوار ہو جایا کرو تو انھوں نے کہا کہ مجھکو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میرا مکان مسجد کے پہلو میں ہو میری یہ نیت ہے کہ میرے واسطے مسجد میں آنا اور وہاں سے گھر کو جانا جب بھی میں جاؤں لکھا جائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے واسطے یہ سب جمع کر دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس شخص کے سامنے دردمندی ظاہر کی اور میں نے کہا کہ اے فلانے کیا اچھا ہو اگر تو ایک گدھا خرید لے کہ تجھ کو جلتی ہوئی زمین سے اور اسکے موذی جانوروں سے بچالے اس شخص نے کہا کہ خبردار رہ خدا کی قسم میں نہیں اچھا سمجھتا کہ میرا گھر محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کے پاس قائم کیا جائے۔ راوی نے کہا کہ میں اسکو آمادہ کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپکو (اس واقعہ کی) خبر دی آپ نے اسکو بلایا اور اس نے آپ سے ایسے ہی عرض کیا اور ذکر کیا کہ میں اپنے آثار قدم (کے ثواب) کی امید کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ تیرے واسطے وہی ہے جسکی تو امید کرتا ہے اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے دوسری روایت کے قریب قریب روایت کیا ہے۔

۱۳۵

اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو آدمیوں کے ہر ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرے یہ بھی صدقہ ہے کسی آدمی کو اسکی سواری کے بارے میں امداد کرکے اسکے اسباب کو رکھا دے یا اسکو سواری پر اسکا اسباب دیدے یہ بھی صدقہ ہے اور کلمہ طیبہ بھی صدقہ ہے اور ہر قدم میں کہ مسجد کی طرف چلتا ہے صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف رساں چیز کو دور کرے (یہ بھی) صدقہ ہے اور اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی بات نہ تبلاؤں کہ اللہ تعالےٰ اسکے ساتھ میں خطاؤں کو معاف کرے اور درجات کی ترقی کرے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ فرمایا کہ وضو کا کامل کرنا باوجود ناگواریوں کے اور مسجدونکی طرف کثرت سے قدم رکھنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا

پس یہ تمہاری سرمدی محافظت ہے پس یہ تمہاری سرمدی محافظت ہے۔ پس یہ تمہاری سرمدی محافظت ہے اسکو امام مالک اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ جناب نے فرمایا کہ گناہوں کا کفارہ بحالت ناگواری کامل وضو کرنا اور قدموں سے مسجدوں کے جانے میں کام لینا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا اور اس حدیث کو ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے بھی روایۃ کیا ہے مگر انھوں نے کہا ہے کہ میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں کہ اسکی وجہ سے خداوند تعالے گناہوں کا کفارہ کردے اور درجات بلند فرمائے لوگوں نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ اسکے بعد مضمون سابق ذکر کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابر سے روایۃ کیا ہے اور انکے نزدیک عبارت اسطرح ہے کہ کیا میں تم کو وہ بات نہ بتلاؤں کہ اسکی وجہ سے اللہ تعالے تمہاری خطاؤں کو مٹاتے اور تمہارے گناہوں کا کفارہ کرے۔

۱۳۶ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناگواریوں کے وقت وضو کامل کرنا اور مسجدوں کے جانے میں قدموں سے کام لینا اور نماز کے بعد نماز کی انتظار کرنا خطاؤں کو بالکل دھو دیتا ہے اسکو ابو یعلے اور بزار نے بسند صحیح روایۃ کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو یا شام کو مسجد کی جانب گیا اللہ تعالے اسکے واسطے جنت میں (سامان) مہمانی تیار کرتا ہے جب کبھی بھی صبح یا شام کو جائے اسکو بخاری مسلم وغیرہ نے روایۃ کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح شام مسجدوں کو جانا جہاد فی سبیل اللہ میں سے ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں قاسم عن ابی امامہ کے طریق سے روایۃ کیا ہے۔

اور حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چلنے والوں کو دن قیامت کے نور تام کی بشارت دو اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے غریب کہا ہے مصنف فرماتے ہیں کہ اسکی اسناد کے آدمی

(باقی آئندہ)

اگر میں دُنیا لونگا تو تمام اُمت دُنیا حاصِل کرنیکو سنت سمجھے گی اور سنت سمجھنے کی وجہ سے اسکو حاصِل کریگی اور دُنیا کے فتنے اور فسادوں سے بچنے کی اُن میں قوت ہوگی نہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ اُمت ہلاک ہوجاوے گی اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک کامل آدمی جو سانپ پکڑنے کا منتر جانتا ہو اُسے اطمینان ہوتا ہے کہ اگر میں سانپ پکڑونگا تو مجھے کچھ تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن اس خیال سے کہ مجھے پکڑتے ہوئے دیکھکر بچہ بھی سانپ کے منہ میں انگلی نہ دیدے خود بھی سانپ نہیں پکڑتا پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے تکلیف برداشت کی کہ امت دُنیا کے فتنوں میں نہ پڑے تو حضور کی غریبی تو اختیاری تھی اسپر مجھے حضرت شاہ ابوالمعالی کی حکایت یاد آئی۔ آپ کے ہاں اکثر فاقہ ہوا کرتا تھا ایک مرتبہ اُنکے پیر اُنکے گھر آکر مہمان ہوئے اس روز بھی اتفاق سے فاقہ تہا اور حضرت شاہ ابوالمعالی مکان پر نہ تھے گھر کے لوگوں نے پڑوس سے قرض منگانا چاہا لیکن وہاں سے قرض نہ ملا کئی جگہ آدمی کو بھیجا لیکن سب جگہ سے انکار رہا۔ جب اُن کے پیر نے کئی بار آدمی کو آتے جاتے دیکھا تو دریافت فرمایا معلوم ہوا کہ آج فاقہ ہے آپ نے کچھ دام اپنے پاس سے دیئے اور فرمایا کہ جاکر بازار سے اناج لے آؤ اور جب لاؤ تو مجھے دکھلانا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ نے ایک تعویذ لکھکر اس اناج میں رکھدیا اور فرمایا کہ اس میں سے لیکر پکایا کرو چنانچہ مدت تک پکتا رہا اور ختم نہ ہوا حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب سفر سے لوٹ کر آئے اور یہ حالت دیکھی تو ایک روز فرمایا کہ مدت سے فاقہ نہیں ہوا اسکی کیا وجہ ہے صاحبزادی نے یہ سارا قصہ بیان کیا اب اسوقت حضرت پر سخت تنگی کا غلبہ تہا کہ اگر تعویذ سے کام لیں تو طبیعت کے خلاف اور نہ کام لیں بلکہ اناج سے نکالکر علیحدہ کریں تو پیر کے تعویذ کی بے ادبی ہوتی ہے مگر حضرت شاہ ابوالمعالی تو کامل تھے ایسی بات سوچی کہ بے ادبی بھی نہ ہوئی اور طبیعت کے خلاف بھی نہ کرنا پڑا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تعویذ میرے پیر کا تبرک ہے اسکو تو میں اپنے سر پر باندھونگا یہ کہکر اسکو تو اپنے سر پر باندھ لیا اور اناج کے لئے حکم دیا کہ اسکو صدقہ کردیا جاوے یہ آپکے کامل ہونے کی وجہ تھی کہ دونوں باتیں جمع کریں تعظیم کی تعظیم رہی اور کام بھی ہوگیا اور کامل کی یہی شان ہوتی ہے ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی حکایت ہے کہ آپ

17

بیٹھے ہوئے تھے اور یہ مضمون بیان فرمارہے تھے کہ جس طرح راحت و آرام نعمت ہے اسی طرح بلا بھی نعمت ہے اسیوقت ایک شخص آیا اس کا ہاتھ زخم کی وجہ سے خراب ہو رہا تہا اور سخت تکلیف میں تہا اور کہا میرے لئے دعا فرمایئے اُسوقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت اسکے لئے کیا دعا کرینگے اگر صحت کی دعا کریں تب تو اپنی بات سے پھرنا پڑتا ہے کیونکہ ابھی فرما چکے ہیں کہ بلا بھی نعمت ہے اور نعمت کے جاتے رہنے کی دعا کیسے کر سکتے ہیں اور اگر اس شخص کے لئے کچھ دعا نہ کریں گے تو اس کو رنج ہوگا اور اسکی کچھ رعایت نہ ہوگی اور کامل پیر کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر ایک کی رعایت کرے تو حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ اس کے لئے سب لوگ دعا کریں کہ اے اللہ اگرچہ ہم کو معلوم ہے کہ یہ تکلیف بھی نعمت ہے لیکن ہم لوگ اپنے ضعف کی وجہ سے اس نعمت کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس نعمت کے بدلے صحت کی نعمت بخشدیجئے۔ پس حضرت نے دونوں باتوں کو جمع کر دیا مصیبت کو نعمت بھی کہا اور اسکے جاتے رہنے کی دعا بھی کردی جیسے شاہ ابوالمعانی صاحب نے دونوں باتوں کو جمع کر دیا تھا کہ تعویذ بھی نکال لیا اور بے ادبی بھی نہ ہونے دی تو جب حضورؐ کے ادنیٰ خادموں کی یہ حالت تھی کہ خود فاقہ کرنے کی کوشش کرتے تھے تو حضورؐ کو کون فقیر کہہ سکتا ہے۔ اور جہاں حضورؐ کی یہ حالت تہی کہ کچھہ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اسکے ساتھ یہ بھی تہا کہ ایک مرتبہ حضرتؐ نے سو اونٹ بھی اپنی طرف سے ذبح فرمائے تھے۔ اور ایک مرتبہ مسجد میں سونے چاندی کا ڈھیر لگ گیا حضورؐ نے سب تقسیم فرما دیا اور خود کچھہ نہ لیا تو اب یہ شبہ نہ رہا کہ حضورؐ غریب تھے اور غریب ہونے کی وجہ سے غریبوں کے یہاں تشریف لیجاتے تھے بلکہ آپ بادشاہ تھے کیونکہ لڑائی اور صلح سب کچھہ آپ ہی کے حکم سے ہوتی تھی اور بادشاہ ہونے پر بھی حضورؐ درزی کے گھر تشریف لے گئے اب ہم کو غریبوں کے گھر جاتے ہوئے بلکہ اُن کے سلام کا جواب دینے سے بھی ننگ آتا ہے۔ کسی قصبہ میں ایک حجام نے ایک رئیس صاحب کو السلام علیکم کہدیا تہا تو رئیس صاحب نے اٹھکر ایک چپت رسید کیا اور کہا تو بھی اس قابل ہوگیا ہے کہ ہم کو السلام علیکم کہے۔ حضرت سلامت کہا کر۔ جب نماز کا وقت ہوا

۱۸ حضورؐ کے باوجود فقر کے سلطنت بھی تھی

ایک حجام اور رئیس کی حکایت

تو اُس نے نماز پڑھی اور ختم نماز پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کی بجائے یوں پکار کر کہا حضرت سلامت ورحمۃ اللہ لوگوں نے پوچھا یہ کیا حرکت ہے کہنے لگا کہ آج میں نے فلاں صاحب کو السلام علیکم کہا تھا تو ایک جیت لگا مجھے ڈر ہوا کہ نماز میں فرشتونکو بھی سلام کیا جاتا ہے اور اُن میں حضرت عزرائیل بھی ہیں اگر کہیں وہ خفا ہو گئے تو میرا دم ہی نکال دینگے۔ تو جب ہمارے رئیسوں کو غریبوں کا سلام لینے سے بھی عار آتی ہے تو کھانا پینا تو بڑی بات ہے۔ لکھنؤ کا قصہ ہے کہ وہاں کے ایک عالم ایک سقہ کے گھر تشریف لئے جاتے تھے کہ راستہ میں ایک رئیس ملے پوچھا مولانا کہاں جا رہے ہو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس سقہ نے دعوت کی ہے۔ رئیس نے کہا لاحول ولاقوۃ آپ نے تو لٹیا ہی ڈبو دی سقہ کے گھر دعوت کھانے جاتے ہو مولوی صاحب نے کہا ہاں صاحب ٹھیک ہے اور سقہ سے کہا کہ اگر تو ان کو لیچلے تو میں بھی چلتا ہوں ورنہ میں بھی نہیں جاتا وہ ان رئیس کے سر ہوا اور ہاتھ پاؤں جوڑ کر انہیں بھی لیچلا مولوی صاحب نے اس تدبیر سے یہ بات دکھلا دی کہ غریب کتنی خوشامد کر کے دعوت کرتے ہیں اور ان کو کسقدر محبت ہوتی ہے امیروں کو اسکی خبر نہیں ورنہ اگر اُن کو بھی معلوم ہو جائے کہ غریبوں کو اللہ والوں سے اور عالموں سے کتنی محبت ہوتی ہے تو انکو دعوت قبول کر نیمیں مجبور و معذور سمجھیں جیسے وہ رئیس یا تو اعتراض کر رہے تھے لیکن تھوڑی سی خوشامد کرنے سے دعوت قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔ محبت وہ چیز ہے کہ کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے تو اگر کبھی بڑے شخص کو غریب کے گھر پہنچا دے تو کیا تعجب ہے اسکے عجیب غریب اثر ہیں مگر افسوس ہے کہ امیروں کو انکی خبر نہیں کیونکہ لوگوں کو اُن سے محبت ہی نہیں ہے اُن کی اگر تعظیم بھی کرتے ہیں تو ایسی جیسے بھیڑئے کی تعظیم کیا کرتے ہیں یا اگر کھڑے ہوتے ہیں تو ایسے جیسے سانپ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر یہ اپنے غرور کے نشہ میں یوں سمجھتے ہیں کہ ہماری تعظیم کی گئی ہے حالانکہ یہ تعظیم نہیں ہے بلکہ نرا خوف ہے تو چونکہ ان سے کسیکو محبت نہیں ہوتی اس واسطے ان کو محبت کا اندازہ نہیں ہوتا اور اگر کسیکو اُن کے ساتھ بھی محبت ہو تو یہ بھی اُسکے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو برتاؤ عالم عوام سے کرتے ہیں غرض وہ عالم اور رئیس جب سقہ کے گھر پہونچے تو دیکھا

19

دونوں تین سو سقے کھڑے ہیں اور انکو دیکھتے ہی سب کے سب تعظیم کے لئے بڑے رئیس صاحب نے یہ عظمت اور محبت کبھی عمر بھر بھی نہ دیکھی تھی آخر کھانا آیا تو مولوی صاحب نے سقوں کو اشارہ کیا انھوں نے نہایت خوشامد سے کھلانا شروع کیا آخر اس رئیس نے یہ حالت دیکھکر کہا کہ مولانا واقعی میں نے آج دیکھا اور آج مجھکو معلوم ہوا کہ عزت رئیسوں میں جانے سے نہیں ہے بلکہ غریبوں کے گھر جانے میں ہے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غریبوں کی دعوت قبول کر لیتے تھے اور حضور نمونہ ہیں ہم سب کو اس کے موافق ہونا چاہیئے اور یہ وہی حکمت تھی ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا میں کہ انھوں نے اپنی اولاد میں رسول بھیجنے کے لئے دعا کی کہ رسول ایک نمونہ ہونگے اور نمونہ کو دیکھکر اپنی اصلاح کرنا آسان ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس ضرورت کو دیکھکر یہ دعا کی کہ اے رب ہمارے ان میں رسول بھیجئے۔ بس رسول بھیجنے کی حکمت تو بیان ہو گئی اب صرف یہ مضمون رہگیا کہ حضور کی کیا حالت تھی اور وہ بہت اہتمام سے بیان کرنے کے لائق ہے اسلئے اسکو کسی دوسرے وقت بیان کر دیا جاوے گا اور اس میں یہ بھی تبلا دیا جاوے گا کہ آجکل ہم میں دین کا اہتمام نہیں رہا۔ اب خدا تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہماری اصلاح فرمائیں اور ہمیں عمل کرنے کی توفیق بخشیں آمین ؎

۲۰

تمّت

سلسلہ التسہیل المواعظ کا تیرہواں وعظ مسمےٰ بہ اہتمام دین کی ضرورت ختم ہوا۔ اور صفحہ ۱۳ سے سلسلہ مذکور کا چودہواں وعظ مسمیٰ بہ علم دین کی ضرورت شروع ہے۔

سلسلہ تسہیل المواعظ کا چودھواں وعظ

مسمّٰی بہ

علم دین کی ضرورت

منتخب از (ضرورۃ العلم بالدین) وعظ دوم دعوات عبدیت

حصّہ سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ ماثورہ۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (ترجمہ) اے رب ہمارے اور بھیجئے اُنمیں ایک رسول جو انہیں میں سے ہو پڑھے ان پر آیتیں آپ کی اور سکھاوے اُن کو کتاب اور حکمت اور پاک کرے اُن کو آپ قدرت والے ہیں اور حکمت والے ہیں۔

اس آیت کے متعلق یہ مضامین ہیں۔

(۱) یہ وہی آیت ہے جسکی تلاوت جمعہ کے روز کیگئی تھی اور اسکے متعلق کچھ بیان بھی کیا گیا تہا اور اسکا خلاصہ یہ عرض کیا گیا تھا کہ حضرت ابراہیم کے اس دُعا مانگنے کی حکایت سے ہم کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ تمہارے اندر جو یہ عادت ہے کہ دین کی زیادہ فکر نہیں رکھتے اسکی اصلاح کی ضرورت ہے صرف قصہ کے طور پر یہ حکایت بیان نہیں کی گئی بلکہ تم کو اس حکایت سے نصیحت کرنا منظور ہے کیونکہ قرآن شریف میں جتنی بھی حکایتیں ہیں وہ نصیحت

ہی کے لئے بیان کیگئی ہیں اسلئے کہ قرآن شریف کوئی تاریخ کی کتاب نہیں ہے جو اسمیں قصہ کے طور پر حکایتیں بیان کیجائیں بلکہ وہ ایک روحانی طب کی کتاب ہے جسمیں باطنی بیماریوں کا علاج بتایا گیا ہے جب یہ سمجھ میں آگیا تو سمجھو کہ قرآن شریف تاریخ کی کتاب نہیں بلکہ هدًى للناس ہے یعنی آدمیوں کو ہدایت کرنیوالا ہے اور قرآن هدًى للمتقين ہے یعنی پرہیزگاروں کو ہدایت کرنے والا ہے لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ قرآن صرف پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے اور جو پرہیزگار نہیں ہیں اُن کے لئے ہدایت نہیں اس آیت سے اکثر لوگوں کو یہ دہوکا ہوجاتا ہے چنانچہ اسی سفر میں مجھ سے ایک صاحب نے اس شبہ کو دریافت کیا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن صرف پرہیزگاروں کیلئے ہدایت ہے میں نے کہا کہ یہ تو کوئی شبہ کی بات نہیں بلکہ یہ ایک محاورہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ اب جو لوگ متقی پرہیزگار نظر آتے ہیں یہ اسیکی بدولت متقی پرہیزگار بنے ہیں اس جواب سے وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اب مطلب بالکل صاف ہوگیا تو اس میں کوئی ہیر پھیر کرنے کی ضرورت نہیں صرف یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ محاورہ میں یہ لفظ کس مطلب کے لئے بولا جاتا ہے اب لوگ محاورہ پر نظر کرتے نہیں اسوجہ سے معنی سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں اسی واسطے ضروری ہے کہ منطق اور فلسفہ کی کتابیں پڑھنے سے پہلے قرآن شریف کو کسی پورے مولوی سے سمجھکر پڑھے باقی خود نرا ترجمہ دیکھنے سے قرآن سمجھ میں نہیں آتا مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک وکیل میرے ہاں مہمان ہوئے اُن کے پاس قانون کی کتاب تھی میں نے اُسکو دیکھا اور جو مطلب سمجھ میں آیا اُن کے سامنے بیان کیا وہ کہنے لگے کہ اسکا یہ مطلب نہیں بلکہ اسکا مطلب یوں ہے۔ اب اس سے اندازہ کر لیجئے کہ قانون آدمیوں ہی کی بنائی ہوئی کتاب ہے مگر اسکی اردو عبارت کو بھی ہم خود دیکھکر ٹھیک نہیں سمجھ سکتے بلکہ اس میں بھی اس کی حاجت پڑتی ہے کہ کسی جاننے والے سے سمجھیں تو قرآن شریف تو خدا کا کلام ہے اُسکو نرا اردو ترجمہ دیکھکر کیسے سمجھ سکتے ہیں پس وہ لوگ جو نرے ترجمہ کو دیکھکر قرآن کا مطلب سمجھنا چاہتے ہیں کیسی بڑی غلطی میں ہیں اور پھر غضب پر غضب یہ ہے کہ ترجمہ بھی وہ دیکھا جاتا ہے جو

قرآن شریف روحانی طب کی کتاب ہے

۲ قرآن شریف کو کسی پورے عالم سے سمجھکر پڑھنا چاہیئے

ترجمہ کے اعتبار سے صحیح بھی نہیں ہوتا۔ ترجمہ میں یہ ضروری بات ہے کہ قرآن کا مطلب باقی رہے اور آجکل کے ترجموں میں اسکی تو کوشش کرتے ہیں کہ محاورہ کے موافق ہو جائے اسکا بالکل خیال نہیں کیا جاتا کہ قرآن کا مطلب نہ کہیں بدلجائے حالانکہ قرآن کا ترجمہ محاورہ کے موافق ہونا ضروری نہیں لیکن قرآن کے مطلب کا باقی رہنا ضروری ہے پس آپ لوگوں کو اتنا ضرور کرنا چاہیئے کہ جب تک عالموں سے دریافت نہ کرلیں اُسوقت تک کسی ترجمہ کو بھی نہ دیکھیں اور دریافت کرنے کے بعد بھی اپنے دیکھنے پر بس نہ کرو بلکہ کسی سے پڑھ لو یہ صورت ہے قرآن کے صحیح سمجھنے کی غرض یہ ہے کہ اسوقت یہ غلطی عام ہو رہی ہے کہ قرآن کو پڑھتے ہیں لیکن سمجھکر نہیں پڑھتے اسیواسطے شبہے ہوتے ہیں ورنہ کوئی بھی شبہ نہ ہو جیسے کہ آیت ھدی للمتقین (ترجمہ ہدایت ہے واسطے پرہیزگاروں کے) ہی میں یہ سمجھ لیا کہ قرآن صرف پرہیزگاروں کی ہدایت کے لئے ہے اور کسی کیلئے نہیں حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ یہ سب لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے۔

(۲) قرآن نے دو باتوں کا لحاظ رکھا ہے ایک یہ کہ عام طور پر امن وامان رہے کوئی جھگڑا فساد نہ ہو یعنی اس دنیا میں اس طریقہ پر گذر کریں کہ کسی کو دوسرے سے ایذا اور تکلیف نہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ جو امن قرآن نے سکھلایا ہے کسی قانون نے نہیں سکھلایا لیکن افسوس ہے کہ اسوقت لوگ مسلمانوں کی نسبت لڑائی جھگڑے پسند کرنے کا عیب لگاتے ہیں حالانکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو مسلمانوں سے زیادہ کوئی قوم صلح پسند کرنے والی نہیں مثال کے طور پر شرع کا ایک حکم بیان کرتا ہوں جمعہ کے متعلق فرماتے ہیں فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض (ترجمہ) جب نماز ہو چکے تو پھیل جاؤ زمین میں یعنی ایک جگہ جمع نہ رہو دیکھیئے جو لوگ صرف خدا تعالےٰ کی عبادت کے لئے اور اُنکے سامنے سر جھکانے کے لئے جمع ہوئے تھے ان کو بھی یہ حکم ہو رہا ہے کہ جب اپنا کام کر چکو تو اب ایک جگہ جمع رہنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ فضول مجمع رہنے سے اندیشہ ہے کہ کوئی خرابی پیدا ہو جاوے آگے فرماتے ہیں وابتغوا من فضل اللہ (ترجمہ) تلاش کرو فضل خدا کا (یعنی رزق) اس سے مقصود یہ ہے کہ جُدا جُدا ہو کر بھی اِدھر اُدھر مارے

مارے نہ پھرو کیونکہ اُس میں پھر فتنہ فساد کا ڈر ہے بلکہ حلال رزق کی تلاش میں لگو پھر فرماتے ہیں واذکروا اللہ کثیرا یعنی خدا تعالےٰ کو بہت یاد کرو کیونکہ اصل مقصود یہی ہے کہ خدا تعالےٰ سے نزدیکی حاصل ہو۔ تو حق تعالےٰ کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ مجمع بلا ضرورت نہ ہونا چاہیئے اور اگر کسی ضرورت سے ہو تو ضرورت کے ختم ہو جانے پر سبکو جُدا جُدا ہو جانا چاہیئے غور کیجئے کہ نمازیوں کا مجمع جسمیں لڑائی جھگڑے کا کچھ اندیشہ نہیں اسکو بھی حکم فرمادیا کہ کام ختم کرکے جدا جدا ہو جاؤ کیونکہ خدا تعالےٰ جانتے ہیں کہ انسان ضعیف ہے عجیب نہیں کہ فضول بیٹھے رہنے میں تُو تُو مَیں مَیں ہو جائے اگرچہ جُوتی پیزار نہ ہو۔ غرض ایک تو قرآن میں امن و امان کی رعایت ہے دوسرے خدا تعالےٰ کی رضامندی پر چلنے کی۔ ان دو باتوں کے سوا اگر کوئی تیسرا مسئلہ آگیا ہے وہ اسکے تابع ہو کر آیا ہے تو معلوم ہوا کہ قرآن میں ان دونوں کے سوا اور کوئی مسئلہ نہ ڈھونڈھنا چاہیئے۔ اسی طور پر اگر حکایتیں قرآن میں ہیں تو وہ بھی ان ہی کی خادم بنا کر ذکر کیگئی ہیں کہ فلاں قوم نے یہ بُرا کام کیا تھا تو ان کو یہ سزا ملی اور فلاں قوم نے یہ اچھا کام کیا تھا ان کو یہ انعام ملا ہم اگر ایسا کرینگے تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا اگر بُرا کام کرینگے سزا ملیگی اچھا کام کرینگے انعام ملے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکایتوں سے نصیحت مقصود ہے چنانچہ اس مقام پر بھی یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل فرمائی ہے جس سے یہ معلوم ہوا کہ دین کی فکر رکھنا نہایت ضروری ہے جسکا اس آیت میں پوری طرح بیان کیا گیا ہے ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ اے ہمارے رب ہماری اولاد میں سے ایک رسول پیدا کر کہ وہ اُنکو تیری آیتیں سُنا وے اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھا دے اور ان کو پاک کرے اس حکایت کے نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اے سننے والو سمجھ جاؤ کہ ضروری چیزیں یہ ہیں جنکا خیال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا اور ان کو ضروری سمجھکر ہم سے دعا کی اب سمجھنا چاہیئے کہ وہ ضروری چیزیں کیا ہیں سو وہ تین چیزیں ہیں ایک تو تیلو یعنی خدا تعالےٰ کی آیتیں پڑھکر سُنانا دوسرے تعلیم یعنی خدا کی کتاب سکھانا تیسرے تزکی یعنی بُری باتوں سے پاک کرنا۔ اور حقیقت میں یہ تینوں لفظ ایک ہی چیز کا بیان کر رہے ہیں جسکو دین کہتے ہیں

قرآن میں صرف دو باتیں ہیں ... رضامندی پر چلنے کی تعلیم

قرآن میں جو حکایتیں ذکر کی گئی ہیں ان سے نصیحت مقصود ہے

(باقی آئندہ)

زانی محصن و غیر محصن کی سزا میں فرق کی وجہ

محصن کی حد سنگساری اور غیر محصن کی حد درے لگانا ہے اور محصن وہ ہے جسمیں یہ صفات ہوں۔ آزاد۔ مسلمان۔ عاقل۔ بالغ اسنے کسی عورت سے صحیح نکاح کیا ہو اس سے ہمبستر بھی ہوا ہو اور وہ عورت بھی انہیں صفات سے موصوف ہو اور رجم میں ان شرائط کا ہونا اسلئے مقرر ہوا کہ رجم سزائے شدید ہے اور ان صفات میں نعمت عزید ہے چنانچہ ظاہر ہے تو حلائل نعم کے ساتھ جرم کا ارتکاب عقوبت شدیدہ کا موجب ہونا چاہیئے۔

دوسرے یہ کہ یہ اُمور خاص طور پر زنا سے مانع ہیں چنانچہ عقل کا مانع ہونا کون نہیں جانتا اسیطرح بلوغ سے عقل کا کمال ہوتا ہے اسلام خود فواحش سے زاجر ہے آزاد آدمی نکاح صحیح پر اپنے اختیار سے قادر ہے اور نکاح صحیح کے بعد وطی پر قادر ہے اور وطی سے سیری ہوجاتی ہے اور حلال سے سیر ہوجانا حرام سے خود مانع ہے اور عورت میں ان صفات کا ہونا اسلئے شرط ہے کہ سیری اس وطی سے ہوتی ہے جو مرغوب ہو اور یہ صفات رغبت کی مکمل ہیں کیونکہ مجنونہ کی صحبت سے نفرت ظاہر ہے اور نابالغہ کو چونکہ خود رغبت کم ہوتی ہے اسلئے اسکی طرف مرد کو بھی کم رغبت ہوتی ہے اور مملوکہ کی صحبت میں اسلئے بے رغبتی ہوتی ہے کہ اندیشہ اولاد کے غلام ہونے کا ہوتا ہے اور کافر عورت سے بھی بوجہ اختلاف دین کے رغبت کم ہوتی ہے اور جانبین میں ان صفات کے ہونے سے نعمت اور رغبت منکوحہ کامل ہے اور دونوں بالغ قوی ہیں ارتکاب جرم سے پھر بھی ارتکاب کرنا موجب ہوگا عقوبت شدیدہ کا اور وہ رجم ہے اور ان صفات کے نہ ہونے سے موانع اتنے قوی نہیں گو موانع اسوقت ہیں کیا اسلام اور عقل و بلوغ مانع نہیں ہے موانع کے ہونے کے سبب تو عقوبت مشروع ہوئی اور انکے اس درجہ قوی نہ ہونے سے وہ عقوبت خفیف ہوئی اور وہ درے لگنا ہے

(من الہدایہ ملخصا)

چوری کی سزا میں چور کے ہاتھ کاٹنے اور زنا کی سزا میں شرمگاہ نہ کاٹنے کی وجہ

چور کی سزا میں چور کا ہاتھ کاٹنا اور زنا کی سزا میں زانی کی شرمگاہ نہ کاٹنا خدا تعالےٰ کی

نہایت حکمت و مصلحت پر مبنی ہے کیونکہ خدا تعالےٰ کی حکمت اور اسکی رحمت اور اسکی مخلوق کی مصلحت
میں جائز نہیں ہے کہ ہر مجرم کا وہی عضو کاٹا جاوے جس سے اس نے گناہ کیا ہو کیونکہ اسطرح
ہر ایک بدنظر کی آنکھہ نکالی جاتی اور بُری بات کے سننے والے کے کان کاٹے جاتے اور ہر
بدزبانی کرنے والے کی زبان کاٹنی پڑتی اور ہر ایک ظلم سے طمانچہ مارنے والے کے ہاتھ کاٹے
جاتے اور اس طرح کی سزا میں جو زیادتی و تجاوز کرنا پڑتا وہ پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ اس میں
عدم لحاظ مراتب ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اسکی صفات عالیہ اور اسکے افعال
حمیدہ اس امر کو نہیں چاہتے کیونکہ حد مقرر کرنا محض امن ہی کے لئے نہیں ہے ورنہ اگر اس
امر کا ارادہ ہوتا تو مجرم کو قتل کرنا ہی لازم ہوتا حد مقرر کرنے سے مقصود خود مرتکب کو گناہ پر توبیخ
و زجر کرنا اور سزا دینا اور آیندہ کے لئے عبرت دلانا منظور ہے اور دوسروں کے لئے یہ بھی کہ حدود
سے لوگ ظلم و زیادتی کرنے سے رُک جائیں اور دوسرے آدمی ایک کی سزا سے عبرت پکڑیں اور
نیز یہ بھی کہ مجرم عذاب دسزا سے خالص توبہ کی طرف رجوع کرے اور یہ بھی کہ حد کی سزا سے
انسان کو عذاب آخرت یاد آجاوے اور مصالح بنی آدم کو سمجھکر بھی آیندہ بدیوں سے باز آجائے
اور یہ مصالح قطع اعضاء کو مقتضی نہیں مطلق سزا کو مقتضی ہیں۔ پھر یہ بات کہ چور کے لئے قطع ید
کیوں تجویز کیا سو اس میں ایک اور بات ہے وہ یہ کہ چور چوری پوشیدہ طور پر کرتا ہے۔
جیساکہ سرقہ کا لفظ خود اس پر دلالت کرتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں شخص کی طرف
چوری سے دیکھتا ہے جبکہ وہ اسکو خفیہ نظر سے دیکھتا ہو اور نہ چاہتا ہو کہ اسکو کوئی معلوم کرے
سو چوری کا کرنے والا پوشیدہ اور خائف رہتا ہے کہ مبادا اس سے کوئی واقف ہو تو ماخوذ
ہو جائے اور جب وہ کوئی چیز اٹھاتا ہے تو اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے بھاگنا اختیار
کرتا ہے اور اس بھاگنے میں قوت ہاتھوں اور پانوں سے ہوتی ہے کیونکہ دونوں ہاتھ
انسان کے لئے ایسے ہیں کہ جیسا پرندہ کے لئے اڑنے کے دو بازو ہوتے ہیں اور پانوں کا
دخل بھاگنے میں ظاہر ہے پس چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا اسکی بازوئے قوت کو کوتاہ کرنے
اور دوبارہ چوری کرے تو اسکو بآسانی پکڑنے کے لئے ہے جب پہلی دفعہ چوری کرے تو
اسکا ایک بازو کاٹا جاوے تاکہ اسکی دوڑ دھوپ میں کمزوری واقع ہو جاوے پھر دوسری دفعہ

چوری کرے تو اس کا ایک پاؤں قطع کیا جاوے تا کہ اس کے بھاگنے میں زیادہ کمزوری ہو جاوے اور کوئی بھی اس کو بھاگنے نہ دے اور اس کے بعد تیسری اور چوتھی بار میں چوری کرنا اس کا نادر ہے اسیطرح پھر قطع سزا میں تجویز نہیں کیا گیا۔ اگر نادراً ایسا کرے محبوس کیا جاوے تا کہ لوگ اس کے دُکھ سے آرام پائیں اور زانی کی شرمگاہ سزا میں اس لئے نہیں قطع کی جاتی کہ زانی تو سارے بدن کے ساتھ زنا کرتا اور تمام بدن سے لذت لیتا اور قضائے شہوت کرتا ہے اور زنا کا فعل اکثر زانیہ کی مرضی و رضا پر بھی ہوتا ہے وہ اس امر سے نہیں ڈرتا جس سے چور ڈرتا ہے یعنی طلب کرنے اور ڈھونڈنے سے اسلئے زنا میں غیر محصن کے سارے بدن کو درے لگانے اور محصن کو تمام بدن کو سنگسار کرنے کی سزا دیجاتی ہے باقی یہ کہ اس میں سنگساری تجویز ہی نہ ہوتی صرف دروں پر کفایت کیجاتی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ چونکہ زنا سے نسب ملجاتے ہیں اور نسب ملجانے سے تعارف و شناخت اور دین کے زندہ کرنے کی امداد باطل ہو جاتی ہے اور اس میں ہلاکت کشت و تباہی نسل انسانی لازم آتی ہے پس زنا اکثر امور میں قتل سے مشابہت رکھتا ہے لہذا اسکی بعض صورتوں میں قصاص سے توبیخ و تنبیہ کی گئی تاکہ ایسا فعل کرنے سے اور لوگ رُک جاویں اور دُنیا میں امن و اصلاح ہو کیونکہ اصلاح سے انسان عبادات الٰہی کی طرف رغبت کرتے ہیں اور عبادات الٰہی نعمائے اخروی حاصل کرنیکا ذریعہ ہیں۔

نیز زانی کی شرمگاہ کو قطع کرنے میں اسکو آئندہ نسل سے محروم ٹھیرانا لازم آتا ہے اور یہ امر خدا تعالےٰ کی حکمت و مصلحت کے برخلاف ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے چاہتا ہے کہ لوگوں کی اولاد و ذریت انکی عورات سے بکثرت پیدا ہو اور قطع شرمگاہ سے قطع نسل لازم آتا تھا لہذا یہ امر مشروع نہ ہوا نیز زانی کی شرمگاہ قطع کرنے میں بے ستری بھی ہے اور یہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سارے بدن سے جرم زنا کا مرتکب ہوتا ہے تو پھر سارے جسم کو چھوڑ کر ایک عضو کو سزا دینا خلاف عدل تھا لہذا عدل اس امر کا مقتضی ہوا کہ زانی کے سارے جسم کو سزا دیجائے۔

شراب خواری زنا لواطت سرقہ میں کفارہ مقرر نہونے کی وجہ

حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ما کان من المعاصی محرم الجنس کالظلم والفواحش

فان الشارع لم یشرع له کفارۃ ولهذا لا کفارۃ فی الزنا وشرب الخمر وقذف المحصنات

والسرقۃ ولیس ذلک تخفیفا من مرتکبها بل لان الکفارۃ لا تعمل فی هذا الجنس من المعاصی

وانما عملها فیما کان مباحا فی الاصل وحرم لعارض کالوطی فی الصیام والاحرام۔ ترجمہ جو گناہ حرام کی جنس سے ہوں مثلاً ظلم اور امور فاحشہ انکے لئے شارع نے کوئی کفارہ مقرر و مشروع نہیں فرمایا اسلئے زنا شراب خوری محصنہ عورتوں کو تہمت لگانے اور چوری کرنے میں کوئی کفارہ مشروع نہیں ہوا اور ان گناہوں کا کفارہ مشروع نہ ہونا انکے ارتکاب کرنیوالوں سے تخفیف نہیں ہے بلکہ انہیں کفارہ اسلئے مشروع نہیں ہوا کہ اس جنس کے گناہوں میں کفارہ اثر نہیں کرتا کفارہ کا اثر وہاں ہے کہ جو امر در اصل مباح ہو اور کسی عارضی سبب سے حرام ہو جاوے مثلاً ماہ رمضان و حالت احرام میں جماع کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے مگر اور عنوان صدر کے گناہ فی نفسہ کبائر اور بڑے سخت گناہ ہیں اسلئے ان میں سزا ہی ہے کفارہ نہیں۔

۳۶ حالت حیض میں عورت سے جماع کرنے میں کفارہ اور عورت کی دبر میں جماع کرنے سے عدم کفارہ کا راز

عن ابن مسعودؓ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الذی یاتی امراتہ وهی حائض قال یتصدق بدینار او بنصف دینار۔ ترجمہ۔ اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت سے حالت حیض میں جماع کرے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دینار یا آدھا دینار بطور کفارہ صدقہ دیدے (ابن ماجہ) ہم قبل ازیں اوپر لکھ چکے ہیں کہ وہ امور جو در اصل مباح ہیں مگر کسی عارضی امر سے حرام ہو جاویں انکا ارتکاب ایسی عارضی حالت میں موجب کفارہ ہے سو حالت حیض میں جماع کا حرام ہونا عارض حیض سے ہے لہذا اس میں کفارہ مقرر ہوا اور یہ امر موافق قیاس ہے اور دبر میں عورت سے جماع کرنے میں کفارہ اسلئے مقرر نہیں ہوا کہ یہ امر کبھی مباح نہیں ہوا پس کفارات میں شارع کا یہی طریق ہے کہ جو امور مباح ہیں اور کسی عارضی امر سے حرام ہو جائیں ان میں کفارات نہیں اور جو امر مدام حرام ہیں ان میں حدود و تعزیرات ہیں اور یہ امر نہایت

مطابق حکمت و مصلحت کے ہے۔

قتل میں دو گواہ اور زنا میں چار گواہ مطلوب ہونیکی وجہ

قتل میں دو گواہ پر اکتفا کرنا اور زنا میں چار گواہ مانگنا نہایت حکمت و مصلحت الٰہی پر مبنی ہے کیونکہ شارع کا مقصود قصاص و حد زنا میں احتیاط کرنا ہے سو قتل میں تو وہ احتیاط یہ ہوئی کہ اگر قتل میں چار گواہ مطلوب ہوتے تو خونریزیاں بکثرت ہوتیں اور لوگ قتل میں زیادہ دلیر ہوتے۔ اور اکثر مقتولوں کے قاتل قصاص سے بچکر زیادہ خونریزی کا باعث ہوتے اور زنا میں وہ احتیاط یہ ہوئی کہ زنا میں چار گواہ مطلوب ہونے میں اس امر کی زیادہ پردہ پوشی ہے پس زنا کے متعلق ایسے چار گواہ مطلوب ہوئے جو فعل زنا و چشم دید واقعہ زنا ایسے طور سے بیان کریں جس میں احتمال و گمان کا شائبہ نہ ہو ایسا ہی اقرار زنا میں چار بار سے کم اقرار پر اکتفا نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں بھی اس امر کی پردہ پوشی میں مبالغہ ہے جسکا اظہار کرنا خدا تعالےٰ کو سخت ناپسند ہے چنانچہ اس امر شنیع و قبیح کی مومنوں میں اشاعت کرنے والے کے لئے خدا تعالیٰ دنیا و آخرت میں عذاب الیم کا ہونا قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔ ۴۷

شراب کا ایک قطرہ پینے سے وجوب حد اور کئی سیر بول پینے و گندگی کھانے سے عدم وجوب حد کیوجہ

(۱) یہ امر شریعت اسلامیہ کی خوبیوں سے اور مطابق عقول سلیمہ اور موافق مصالح عامہ کے ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے انسان کی طبیعت میں بول پینے و گندگی کھانے سے جبلی و طبعی نفرت و کراہت رکھی ہے اور یہ طبعی نفرت ہی انسان کو ایسے امور پر اقدام کرنے سے روکنے میں کافی و وافی ہے لہذا اس میں حد کی ضرورت نہ ہوئی اور شراب پینے کے لئے طبیعتوں کے زیادہ تر خواہشمند ہونے سے ان کے لئے سخت سزا کا مقرر کرنا مناسب ہوا تاکہ کم اور بیش ہر مقدار کے شراب پینے سے لوگ رک جائیں یہی وجہ ہے کہ تھوڑی سی شراب پینے سے بھی

اگرچہ وہ نشہ آور نہو حد مقرر ہوئی کیونکہ تھوڑا سا شراب پینا بہت کیطرف داعی ہے۔

(۲) شراب پینے سے جو فساد و ضرر لازم و متعدی ہوتے ہیں وہ بول پینے و گندگی کھانے کی بہ نسبت کئی چند زیادہ ہے لیکن بول پینے یا گندگی کھانے کی مضرت اسی شخص تک محدود رہتی ہے جو پیتا یا کھاتا ہے اور وہ بھی اتنی شدید نہیں جسقدر شراب میں بوجہ زوال عقل شدید ہے۔

حکمت حدود و کفارات

حدود و کفارے اسلئے بھی مقرر ہوئے کہ گناہوں پر زجر و توبیخ لوگوں کو ہوتی رہے جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے لیذوق وبال امرہ۔ ترجمہ یعنی تاکہ اپنے کیئے کا مزہ چکھے اگر حدود مقرر نہ ہوتے تو سرکش لوگ شرارتوں سے باز نہ آتے اور سرکشی میں بڑھتے کفارا بھی اسی امر کے لئے ٹھیرائے گئے ہیں اور کچھ مصالح حدود کے اوپر بیان ہو چکے ہیں۔

۳۸

وجہ قصاص

قصاص قتل و جنگ و فساد کو باز رکھنے کے لئے قرار دیا گیا ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب ترجمہ یعنے اے عقلمند و قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔

حرمت قتل کی وجہ

اگر باہمی لڑائیاں لوگوں میں رہیں تو آبادیاں اور شہر خراب اور ویران ہو جائیں اور تمام امور معاش میں خلل پڑ جائے اور تمدنی زندگی میں خطرناک تباہیاں و بربادیاں ظاہر ہوں اسواسطے قتل حرام ہوا پس قتل اگر تجویز ہو گا تو کسی بڑے قصاص وغیرہ کی مصلحت کی وجہ سے تجویز ہو گا اور قتل کے علاوہ بھی دوسرے اسباب بھی اہلاک کے لئے اختیار کیے جاتے ہیں وہ بھی مثل قتل ہی کے حرام ہیں مثلاً کبھی لوگوں میں کینہ کا جوش پیدا ہوتا ہے اور قصاص کا انکو

اندیشہ وفکر ہوتا ہے اسلئے کہانے میں زہر ملادیتے ہیں یا جادو سے قتل کرڈاتے ہیں یہ بھی قتل کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے قتل تو برملا ہوتا ہے اس سے نجات بھی ممکن ہے لیکن اس سے توبچنا مشکل ہے سو ایسے امور بھی خرابی تمدن کے سبب اور پبلک میں خلل انداز ہونے کی وجہ سے حرام ٹھیرائے گئے ہیں۔

حرمت سرقہ کی وجہ

معاش کے طریقے خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے یہ قرار دیئے ہیں کہ مباح زمین سے کوئی چیز حاصل کریں اس میں مویشی چرائیں کھیتی باڑی زراعت تجارت سے معاش پیدا کریں اور اطمینان معاش کے اعانت سے شہروں و دیہات میں مذہب کا انتظام کریں اسوجہ سے لازم ہوگا کہ چوری اور غصب سے پرہیز کریں کیونکہ یہ ایسے امور ہیں کہ ان سے تمدن میں خلل آتا ہے اور یہ امن عام میں اختلال کی صورت ہے اسلئے یہ امور خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں۔

۳۹

حرمت زنا کی وجہ

۱۔ فاسق وفاجر کا دل ٹٹولا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ وہ تدابیر زنا فحہ کے تو معتقد ہیں لیکن انپر نفسانی خواہشیں غالب ہوجاتی ہیں جو ان سے نافرمانیاں کراتی ہیں وہ خود خوب جانتے ہیں کہ ہم گناہ گار ہیں اور لوگوں کی بہو بیٹیوں سے زنا کرتے ہیں اور اگر کوئی انکی بیوی یا بہن سے ایسی حرکت کرے تو غصہ سے کانپنے لگیں وہ خوب جانتے ہیں کہ لوگوں پر ان برائیوں کا وہی اثر ہوتا ہے اور ایسے اثروں کا ہونا انتظام تمدن کے لئے سخت مضر ہے لیکن باوجود اس جاننے کے خواہشات نفسانیہ انکو اندھا کردیتی ہیں اور راز اس وجدانی اثر کا یہ ہے کہ تمدن میں بہ نسبت عورتوں کے زیادہ دخل مردوں کو ہوتا ہے اسواسطے بالہام الٰہی ان میں یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ ہر شخص کی بیوی دوسرے سے علیحدہ ہو اس میں یہ دوسرا شخص کسی قسم کی مزاحمت نہ کرے اور زنا کی اصل یہی مزاحمت ہے اسلئے یہ خیال اور یہ اثر ہر شخص کا فطری اور وجدانی ہوگیا ہے پس ایک سبب تو حرمت زنا کا یہ امر فطری ہے

اور دوسرا سبب ایک مصلحت عقلی ہے وہ یہ کہ زنا سے خلط نسب ہو جاتا ہے اور نیز وہ قتل اور فساد کا منبع ہے اسلئے بھی یہ طریق نہایت قبیح اور بُرا ہے اسی لئے خدا تعالےٰ اس کے منع کرنے میں فرماتا ہے کہ لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشتہ وساء سبیلاہ ترجمہ یعنی ان اسباب کے نزدیک بھی نہ جاؤ جن سے زنا تک نوبت پہونچے کیونکہ زنا بے حیائی کا کام اور برا طریق ہے کیونکہ اگر یہ راہ نکلے تو مفاسد مذکورہ جو کہ عظیم ہیں لازم آئیں اور اسباب کے نزدیک نہ جانے کا یہ مطلب ہے کہ بیگانہ عورت کو نہ دیکھو اور نہ اسکے حسن و محاسن کی باتیں سُنو جنکو دیکھکر یا سُنکر تمہارے خیالات زنا کی طرف برانگیختہ ہوں اور جن سے زنا تک نوبت پہنچے۔

حرمت لواطت کی وجہ

ایسی عادت سے نسل انسانی کی بیخکنی ہوتی ہے اس طریق سے گویا انسان نظام الٰہی کو بگاڑ کر اسکے مخالف طریقہ سے قضائے حاجت کرتا ہے اس وجہ سے ان افعال کا بُرا اور مذموم ہونا لوگوں کی طبیعتوں میں جم گیا ہے فاسق فاجر ایسے افعال کرتے ہیں لیکن انکے جواز کا اقرار نہیں کرتے اگر انکی طرف ایسے افعال کی نسبت کیجائے تو شرم و حیا سے مرجانا گوارا کرتے ہیں ہاں جو منبع فطرت سے ہی جدا ہو گئے ہوں تو انکو پھر کسی قسم کی حیا باقی نہیں رہتی اور برملا وہ ایسے افعال عمل میں لاتے ہیں۔

حد۔ تعزیر۔ کفارہ میں کیا فرق ہے

حد عربی لفظ ہے اسکے معنے باز رہنے اور اندازہ کرنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں کسی گناہ کی سزا دینے کا جو اندازہ خدا نے اسطرح مقرر و معین کر دیا کہ اُس میں کسی کی رائے سے کمی و بیشی نہیں ہو سکتی اسکو حد کہتے ہیں شلا محصن زانی کو سنگسار کرنا وغیر محصن کو درے لگانا اور چور کے ہاتھ کاٹنا وغیرہ۔

اور تعزیر وہ ہے کہ جس گناہ کی سزا میں خدا تعالےٰ نے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ اسکی سزا حسب حال زمان و مکان حکام کی رائے پر چھوڑی گئی ہے البتہ اسکے لئے کچھ کلیات

(باقی آئندہ)

[د]یکھو جو لوگ کہ ایمان پر مستقیم ہوں اُنکے لئے حق تعالےٰ جنت دیتے ہیں تو پس اب سمجھو
[م]ولانا فرماتے ہیں کہ جب طلب کروگے اور طلب ہی میں جان دیدوگے تو یہ استقامت
[ع]لی الطلب ہے اور جب استقامت ہوگی تو بشارت جنت ظاہر ہے بس معلوم ہوگیا کہ طلب
[ک]رتے کرتے جان دیدو اور پھر بشارت حاصل کرو اور اسکے چولہے پر کان رکھو کہ کس طرف سے
[م]رشد اور رہنما کی آواز آتی ہے جدھر سے آواز معلوم ہو اُسی طرف کو روانہ ہوجاؤ انشاء اللہ اگر
[د]ل گواہی دے کہ یہ سچ کہہ رہا ہے تو وہی راہ ہدی ہوگی اور اپنی یہ حالت کرلو کہ۔

ہر کجا بوئے خوش آید بو برید سوئے آن سر کآشنائے آں سرید

[یع]نی جہاں سے کہ بوئے خوش آوے اُدھر ہی بولیجاؤ طرف اُسی بھید کے جسکے تم (پہلے سے)
[آ]شنا ہو مطلب یہ کہ جدھر تمہارا قلب گواہی دے کہ اُدھر راہ ہدایت ہے اسی طرف کو روانہ
[ہ]وجاؤ اور فرماتے ہیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جسکی کہ اب شناخت کرنا پڑے بلکہ یہ وہ آواز
[ہ]ے کہ جسکے تم فطرت سے آشنا ہو اس لئے کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ حدیث میں موجود
[ہ]ے تو اُس آواز کے آشنا تم جب فطرت سے ہوئے تو وہ کوئی نئی بات نہ رہی لہذا انشاء اللہ
[ا]ور اسی طلب ہوگی تو وہ تم کو ملجاویگی۔

۱۲۹

ہر کجا لطفے بہ بینی از کسے سوئے اصل لطف رہ یابی بسے

[یع]نی جہاں کہیں کسی میں کوئی خوبی دیکھو تو (اس سے) اصلی خوبی کی طرف بہت راہ یابی ہوسکتی
[ہ]ے مطلب یہ کہ جہاں کہیں کوئی خوبی دیکھو تو اس سے اسکے صانع پر استدلال کرو کہ ع
[ک]یہ باشد آن نگار خود کہ بندد ایں نگارہا۔ تو پس جب تم ہر خوبی اور ہر کمال اور ہر صنعت سے
[ا]ستدلال حق تعالےٰ کی خوبی اور کمال اور صنعت پر کروگے تو یہ خوبی اور یہ کمال غیر اللہ
[ب]ھی راہبر ہوجاویگا اس لئے کہ۔

این ہمہ جوہا ز دریائیست ژرف جزو را بگذار و بر کل دار طرف

یعنی یہ تمام ندیاں ایک عمیق دریا سے ہی ہیں تو جزو کو ترک کرو اور کل پر نظر کرو مطلب یہ کہ
چونکہ یہ سب عالم اُسکے ظل ہیں تو اُس اصل کو حاصل کرو اور ان توابع کو ترک کرو جزو سے
مراد تابع ہے ورنہ حق تعالےٰ کے اجزا کب ہیں تو دیکھو ان غیر اللہ کے یہ کمالات بھی
موصل ہو گئے ہیں آگے فرماتے ہیں۔

زشتہائے خلق بہر خوبیست برگ بے برگی نشان طوبی ست

یعنی مخلوق کی برائیاں خوبی کے واسطے ہیں اور بے سامانی کا سامان نشانی بشارت کی ہے
مطلب یہ کہ مخلوق کی جب کوئی بُرائی دیکھو تو اُس سے بھی حق تعالےٰ کے کمال پر نظر کرو
مثلاً مخلوق کے جہل کو دیکھکر علم حق پر نظر کرو اور عجز کو دیکھکر قدرت پر علیٰ ہذا۔ تو پہلے تو خو
خلق سے خوبی خالق پر نظر ہوتی ہے اور اب زشتی خلق سے بھی خوبی خالق پر نظر ہو
لگتی ہے بلکہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے اچھے معنی یہی ہیں کہ من عرف نفسہ بالنقص
فقد عرف ربہ بالکمال۔ یعنی جس نے اپنے نقص پر نظر کی اس نے حق تعالےٰ کے کمال
پر نظر کی تو بس معلوم ہو گیا کہ مخلوق کے حالات اور افعال کو دیکھ کر خالق پر استدلا
کرو تو یہ سارا عالم جو آج حاجب ہے رہنما بنجاوے آگے مولانا فرماتے ہیں۔

خشمہائے خلق بہر مہر خاست از جفائے خلق امید وفا ست

یعنی مخلوق کے خشم محبت کے لئے ہیں اور مخلوق کی جفا سے امید وفا کی ہے اسکا مطلب سمجھ
سے قبل ایک بزرگ کا قول سن لو ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ انسان تارک الد
کبھی نہیں ہوتا بلکہ اول متروک الدنیا ہو جاتا ہے اور یہ اس طرح کہ جس کو حق تعالےٰ بچ
ہیں اُس پر مخلوق کو مسلط فرما دیتے ہیں تو لوگ اسکو تنگ کرتے ہیں اور یہ پریشان ہوتا
ساری دنیا اس سے بے وفائی کرتی ہے اَب اسکا دل سب کی طرف سے بجھ جاتا ہے
اور کھٹا ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہاں ساری دنیا جب بے وفا ہے تو اُس طرف مت
ہو جو باوفا ہے بس وہ اس دنیا کو ترک کرکے حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اسط

تارک دنیا ہوتا ہے اسی کو مولانا فرمارہے ہیں مطلب یہ ہے کہ مخلوق جو خشم کرتی ہے اور جفا کرتی ہے یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے نظر حق تعالےٰ کے رحم اور محبت اور وفا پر ہوتی ہے اور انسان طالب حق ہوجاتا ہے تو دیکھو یہاں بھی صفات مخلوق سے صفات حق پر استدلال ہوا آگے بھی یہی مضمون فرماتے ہیں کہ۔

جنگہائے خلق بہر آشتی است　　　دام راحت دائما بے راحتی است

یعنی مخلوق کی جنگ صلح (حق) کے لئے ہیں اور راحت کا دام ہمیشہ بے راحتی ہے مطلب یہ کہ مخلوق کی جنگوں سے حق تعالےٰ کی آشتی اور مہربانی پر نظر ہوتی ہے اور ہمیشہ بے آرامی اور تکلیف جالب ہوا کرتی ہے راحت اور آرام کو یہ سب عنوانات مختلف ہیں ورنہ اصل مطلب یہی ہے کہ صفات مخلوق سے استدلال صفات حق پر ہوتا ہے اور دوسرے عنوان سے اسی کو فرماتے ہیں کہ۔

۱۳۱

ہر زدن بہر نوازش را بود　　　ہر گلہ از شکر آگہ میکند

یعنی مارنا نوازش کے لئے ہوتا ہے اور ہر جگہ شکر سے آگاہ کرتا ہے مطلب یہ کہ دیکھو یہاں بھی ایک شے سے دوسری پر استدلال ہوتا ہے اور جب انسان کو کوئی کلفت ہوتی ہے تو اسکے بعد وہ شکر حق کرتا ہے تو یہ شکر اس کلفت ہی کی وجہ سے کیا تو دیکھو اس نے اسطرف رہبری کردی آگے بطور حاصل کے فرماتے ہیں کہ۔

بوئے بر از جزو تا کل اے کریم　　　بوئے بر از ضد تا ضد اے حکیم

یعنی اے کریم جزو سے کل تک بو لیجاؤ اور ایک ضد سے دوسری ضد تک اے حکیم مطلب یہ کہ ایک ضد سے دوسری ضد پر استدلال کرو اور تابع سے متبوع پر استدلال کرو تو پھر یہ سارا عالم جو کہ اب حاجب ہے رہنمائے راہ حق ہوجاوے گا آگے اسکی ایک نظیر لاتے ہیں کہ۔

چون عصا در دست موسیٰ گشت مار جملہ عالم را بدین سان مے شمار

یعنی جیسے کہ عصا دست موسیٰ میں سانپ بنگیا تم سارے عالم کو اسیطرح گنو مطلب یہ کہ دیکھو جماد میں اور زندہ شے میں تو تضاد ہے مگر وہ عصا موسیٰ جو کہ جماد محض تھا زندہ ہو گیا اور سانپ بنگیا اور ہادی بنگیا تو اسیطرح تم تمام عالم کو سمجھو کہ اگرچہ بظاہر جماد معلوم ہوتا ہے مگر اس اعتبار سے کہ وہ موصل الی الحق ہو سکتا ہے وہ حی ہے تو جب ایک ضد سے دوسری ضد بن سکتی ہے تو اور جگہ کیوں بعید سمجھتے ہو آگے دوسری نظیر اسکی فرماتے ہیں کہ۔

جنگہا مے آشتی آرد درست مار گیر از بہر بازی مار جست

یعنی لڑائیاں صلح کو لاتی ہیں درست سپیرے نے کھیل کے لئے سانپ کو تلاش کیا مطلب یہ کہ دیکھو جنگ و صلح دو ضد ہیں مگر ایک سے دوسری پیدا ہوتی ہے کہ ایک سے لڑائی ہوئی اور دوسری سے صلح ہوتی ہے اور دیکھو کہ تفریح اور ہلاکت دونوں ضد ہیں مگر سپیرا اپنے کو ہلاکت میں ڈالتا ہے تاکہ اوروں کو تفریح حاصل ہو یہ سب بھی آپس میں اضداد ہیں۔

۱۳۲

بہر بازی مار جوید آدمی غم خورد بہر امید بے غمی

یعنی آدمی کھیل کے لئے سانپ کو تلاش کرتا ہے اور بے فکری کے واسطے فکر میں پڑتا ہے اسلئے کہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ پیسے ملیں گے اُس سے بے فکر ہو کر کھاؤنگا تو دیکھو غم اور بے غمی دو اضداد ہیں مگر ایک سے دوسری حاصل ہوتی ہے تو اسیطرح صفات مخلوق سے صفات حق پر استدلال کرو آگے پھر قصہ میں جوڑ لگاتے ہیں کہ۔

او ہمے جستے یکے مار شگرف گرد کوہستان در ایام برف

یعنی وہ سپیرا ایک بہت بڑا سانپ اُس کوہستان کے گرد ایام برف میں تلاش کر رہا تھا۔

اژدہائے مردہ دید آنجا عظیم کہ دلش از شکل او شد پُر زبیم

یعنی اُس جگہ ایک بڑا اژدہا مردہ دیکھا کہ اس کا دل اسکی شکل سے خائف ہوا مطلب یہ کہ اسقدر بڑا اژدہا تھا کہ یہ سپیرا اسکی صورت دیکھہ کر ڈر گیا۔

مارگیر اندر زمستان شدید مار مے جُست اژدہائے مردہ دید

یعنی سپیرا اُس شدید جاڑے میں سانپ کو تلاش کر رہا تھا تو ایک مردہ اژدہا اُس نے دیکھا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

مارگیر از بہر حیرانی خلق مارگیر دانیت نادانی خلق

یعنی سپیرا لوگونکی حیرت کے لئے سانپ پکڑتا ہے یہ مخلوق کی عجیب نادانی ہے مطلب یہ کہ مارگیر جو سانپ پکڑتا ہے تو اس لئے تاکہ لوگوں کو حیرت میں ڈالے تو تعجب کی بات ہے کہ لوگ حیرت میں پڑتے ہیں اس لئے کہ۔

آدمی کوہ است چون مفتون شود کوہ اندر مار حیران چون شود

یعنی آدمی تو ایک پہاڑ ہے وہ کیونکر مفتوں ہوتا ہے اور پہاڑ سانپ میں کسطرح حیران ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کی مثال ایک پہاڑ کی سی ہے کہ اُسکے اندر سانپ بھی لاکھوں ہوتے ہیں اور سبزے بھی ہوتے ہیں اثمار بھی ہوتے ہیں اسیطرح انسان میں بھی خصائل حمیدہ و رذیلہ سب طرح کے ہوتے ہیں پھر اگر پہاڑ کسی سانپ کو دیکھکر حیرت کرے تو تعجب کی بات ہے اسلئے کہ اسکے اندر تو ایسے بہت سے ہیں تو اسیطرح انسان اگر ان ظاہری سانپوں کو دیکھکر حیرت کرے تو تعجب ہے اسلئے کہ اسکے اندر تو خود لاکھوں سانپ بھرے پڑے ہیں وہ ان کو دیکھے وہ اسکو کیا دیکھہ رہا ہے۔

خویشتن نشناخت مسکین آدمی از فزونی آمد و شد در کمی

یعنی مسکین آدمی نے اپنے کو پہچانا نہیں یہ فزونی سے آیا اور کمی میں ہو گیا مطلب یہ کہ پیدا تو ہوا فطرت پر اور یہاں آکر دنیا میں پھنس گیا۔

خویشتن را آدمی ارزان فروخت　　بود اطلس خویش را بر دلق دوخت

یعنی آدمی نے اپنے کو بہت ارزاں فروخت کر دیا یہ تو اطلس تھا مگر اسنے اپنے کو گدڑی پر سی دیا اسلئے کہ کمینے دنیا کے بدلہ میں اپنے تمام ملکات حسنہ کو کھو دیتا ہے اس کی تو یہ حالت ہے کہ۔

صد ہزاران مار کہ حیران اوست　　او چرا حیران شدست و مار دوست

یعنی لاکھوں پہاڑ اور سانپ تو اُس میں حیران ہیں تو وہ کیوں حیران اور سانپ کا دوست بنا ہے مطلب یہ کہ چونکہ قرآن شریف میں ہے ولقد کرمنا بنی آدم تو تمام عالم اس انسان کو دیکھکر حیران ہے کہ اللہ اکبر یہ کیا چیز ہے مگر افسوس اور حیرت اسلئے ہے کہ یہ اوروں کو دیکھکر کیوں حیران ہوتا ہے اسکو تو چاہیئے تہا کہ خود اپنے اندر نظر کرتا آگے پھر اس مار گیر کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

۱۳۴

مار گیر آن اژدہا را بر گرفت　　سوئے بغداد آمد از بہر شگفت

یعنی سپیرے نے اُس اژدہا کو پکڑ لیا اور تعجب کے واسطے بغداد کی طرف لایا یعنی بغداد میں لایا تاکہ لوگ اُسکو دیکھکر تعجب کریں۔

اژدہائے چون ستون خانۂ　　مے کشیدش از پئے دانگانۂ

یعنی ایک اژدہا مثل گھر کے ستون کے اور وہ اسکو چند پیسوں کے لئے کھینچ رہا تہا اور اسکا قصہ یہ تہا کہ لوگوں سے کہے گا۔

کاژدہائے مردۂ آوردہ ام　　در شکارش من جگر ہا خوردہ ام

یعنی ایک اژدہا مردہ لایا ہوں اور اسکے شکار میں میں نے جگر کھائے ہیں یعنی بڑی محنت کی ہے۔

او ہمے مُردہ گمان بردش و لیک — زندہ بود و او ندیدش نیک نیک

یعنی وہ اسکو مردہ گمان کرتا تہا لیکن وہ زندہ تہا اور اس نے اُسے اچھی طرح نہ دیکہا تہا۔

او ز سرما ہا و برف افسردہ بود — زندہ بود و شکل مُردہ مینمود

یعنی وہ سردی کی اور برف کی وجہ سے ٹھہرا ہوا تھا زندہ تھا اور مُردہ کی شکل دکہائی دیتا تھا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

عالم افسردہ است نام او جماد — جامد افسردہ بود اے اوستاد

۱۳۵

یعنی عالم افسردہ ہی ہے اور نام اسکا جماد ہے تو جامد (لغت میں) افسردہ ہی ہوتا ہے اجی اوستاد جی مطلب یہ کہ دیکہو عالم بھی تمام زندہ ہے اور اسکو جماد کہتے ہیں اور اس کو مردہ خیال کرتے ہیں مولانا لطیفہ فرماتے ہیں کہ عالم کو جو جماد کہتے ہیں تو جامد کے معنی بھی افسردہ ہی کے ہیں۔ تو مانتے تو سب ہیں کہ افسردہ ہے مردہ نہیں مگر سب غافل ہیں اہل کشف نے صراحۃ لکہا ہے کہ تمام عالم میں جسقدر اشیاء ہیں سب میں حیات ہے کیا درخت اور کیا دیوار اور زمین اور کیا آسمان اور اسی لئے یہ حضرات نصوص و احادیث میں تاویل نہیں کرتے اہل ظاہر تو تاویل کرتے ہیں اور معتزلہ انکار کرتے ہیں مگر یہ حضرات تمام نصوص کو اُنکے اصلی معنی پر رکہہ کر تسلیم کرتے ہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ان لوگوں نے آنکھوں سے دیکہہ لیا ہے پھر انکی کسطرح تکذیب کردیں اور یہ آنکھوں کا دیکھنا ایسا متواتر ہے کہ اسکا بھی انکار نہیں ہوسکتا سیکڑوں قصے ہیں کہ بزرگوں سے گھرنے باتیں کیں درخت بولا بلکہ خود احادیث میں جو قصے ہیں اور قرآن میں جو آتیں ہیں اُن میں بھی تاویل کی ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ یہ تو معلوم ہو ہی گیا کہ یہ چیزیں بول سکتی ہیں بات کرسکتی ہیں تو پھر اگر یہ موافق

آیت قرآن کی تسبیح لسانی کرتی ہوں تو کیا حرج ہے اور موافق احادیث کے اگر جمادات بولے ہوں یا موافق حدیث ہذا جبل یحبنا و نحبہ کے اسکو محبت ہو تو کیا حرج ہے مگر ہم کو نہ معلوم ہو تو اس سے اُنکا عدم تو لازم نہیں آتا اسلئے کہ قاعدہ ہے کہ عدم علم مستلزم علم عدم کو نہیں ہے تو یہ ساری چیزیں مُردہ معلوم ہوتی ہیں مگر ایک دن وہ آویگا کہ یہ سب زندہ ہونگی آگے اس وقت کو بتاتے ہیں۔

باش تا خورشید حشر آید عیان تا بہ بینی جنبش جسم جہان

یعنی ذرا ٹھیرے رہو تا کہ خورشید حشر ظاہر ہو جاوے اور تم جسم جہاں کی جنبش کو دیکھو مطلب یہ کہ جسطرح یہ اژدہا گرمی آفتاب سے زندہ ہوگیا اور اس نے جنبش شروع کردی تو اسیطرح جب آفتاب حشر ظاہر ہوگا اس روز یہ جسم عالم بھی سارا جنبش کریگا اور سب زندہ ہو جاوے گا جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پیر بولیں گے بلکہ قرب قیامت میں تمام اشیاء بولنے لگیں گی تو پھر قیامت میں تو سب زندوں کی طرح بولیں گی اور صاحب سچ یہ ہے کہ ان کے شعور کا انکار ہی ذرا مشکل ہے یہ تو یقیناً ثابت ہے کہ ان کو شعور ہے آگے شعور ہونیکے نظائر فرماتے ہیں کہ۔

۱۳۶

چون عصائے موسیٰ اینجا مار شد عقل را از ساکنان اخبار شد

یعنی جیسے کہ عصا موسےٰ اس جگہ سانپ بنگیا اور ساکنین عالم کی عقل کے لئے اخبار ہو گیا تو دیکھو اس میں شعور تھا جب تو وہ دست موسےٰ علیہ السلام کو پہچانتا تھا اور صرف اُن کے ہاتھ سے تو سانپ بنتا تھا دوسروں کے ہاتھ سے نہ بنتا تھا اور پھر سانپ بنکر لوگوں کو ہدایت کا سبب بنتا تھا گویا کہ خود ہی ہدایت کرتا تھا اور ہدایت کا کام زندہ کا ہے تو دیکھو اسکے اندر خواص زندوں کے موجود تھے آگے اور فرماتے ہیں کہ۔

پارۂ خاکے ترا چون زندہ ساخت خاکہا را جملگی باید شناخت

(باقی آئندہ)

الحدیث حدیث خلع رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد انفراغ عن الصلوٰة ثوب ابی جهم اذکان علیه اعلام شغلت قلبه تقدم فی الصلوٰة قلت والحدیث اخرجه الستة الا الترمذی کما فی التیسیر ولذا لم استقرئ موضع تقدمه فی الصلوٰة وفی روایة مالك وابی داؤد کنت انظر الیها وانا فی الصلوٰة فاخاف ان تفتننی۔

ف فیه صون القلب عن المشوشات۔

الحدیث اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله تعالی الترمذی من حدیث ابی سعید وقال غریب **ف** فیه اصل للفراسة وهی نوع من الکشف وقل

حدیث جس میں وہ قصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر ابوجہم کا کپڑا اس لیے اتار دیا کہ اوس میں پھول بوٹے تھے جس نے آپ کے قلب کو مشغول کر دیا (یعنی مشغولی کے قریب کر دیا جیسا آگے آتا ہے) یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو اصحاب ستہ نے (جنمیں بجائے ابن ماجہ کے امام مالک ہیں) بجز ترمذی کے روایت کیا ہے جیسا کہ تیسیر میں ہے اور اسی لئے کتاب الصلوٰۃ میں اوس کا موقع میں نے تلاش نہیں کیا اور مالک اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ میری نظر نماز میں اوسکی طرف جاتی تھی مجکو اندیشہ ہوا کہ مجکو مشغول نہ کر دے (گو اسکی نوبت نہیں آئی) **ف** اسمیں قلب کو اسباب تشویش سے محفوظ رکھنے کا مضمون ہے۔

حدیث مومن کی فراست سے ڈرو (ڈرنا یہ کہ

پیش اہل دل نگہدارید دل
تا نباشید از گمان بد خجل۔

کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے اور اسکو غریب کہا ہے **ف** اس حدیث میں اصل ہے فراست کی اور وہ ایک قسم کا کشف ہے اور عجائبات

من القوم ا
من لم يؤت
حظا منه
وحكمه
حكم الكشف

الحديث اختصم علي وجعفر
وزيد بن حارثة في ابنة
حمزة فقال لعلي انت مني
وانا منك فحجل وقال لجعفر
اشبهت خلقي وخلقي فحجل
وقال لزيد انت اخونا ۲۲
ومولانا فحجل ابو داود من
حديث علي باسناد حسن
وهو عند البخاري دون حجل
في الاحياء والحجل هو الرقص
وذلك يكون لفرح او شوق
قلت لم اجد هذا اللفظ
في سنن ابي داود ولا مراسيله
نعم اورد الحافظ في الفتح
باب عمرة القضاء ما نصه
وفي حديث علي عند احمد

صوفیہ میں کوئی شاذ و نادر ہوگا جسکو اسمیں سے کچھ
نہ کچھ حصہ نہ دیا گیا ہو اور وہ بھی مثل کشف کے
حجت شرعیہ نہیں (گو غلط کم ہوتا ہے جیسے ایک
شخص کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو مگر شہادت تنہا
اوسکی حجت نہیں)

حدیث حضرت علی اور حضرت جعفر اور
حضرت زید بن حارثہ نے حضرت حمزہ کی لڑکی
میں (کہ کون پرورش کرے) باہم اختلاف
کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (سب کی
اس طرح تسلی فرمائی کہ) حضرت علی سے (تو یہ) فرمایا
کہ تم میرے اور میں تمہارا وہ (ایک خاص ہیئت
پر) رقص کرنے لگے اور حضرت جعفر سے فرمایا
تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو وہ بھی
رقص کرنے لگے اور حضرت زید سے فرمایا تم
ہمارے بھائی اور دوست ہو وہ بھی رقص کرنے
لگے روایت کیا اسکو ابو داود نے حضرت علی
کی حدیث سے اسناد حسن کے ساتھ اور یہ حدیث
بخاری کے پاس بھی ہے اوسمیں حجل نہیں ہے
اور احیاء میں ہے کہ حجل رقص کو کہتے ہیں اور
فرح یا شوق سے ہوتا ہے میں کہتا ہوں مجکو
یہ حدیث اس لفظ سے نہ سنن ابو داود میں ملی

وکذا مرسل الباقر فقام جعفر فجحل حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم دار علیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذا قال ھذا شئ رایت الحبشۃ یصنعونہ بملوکھم وفی حدیث ابن عباس ان النجاشی کان اذا رضی احدا من اصحابہ قام فجحل حولہ وحجل بفتح المھملۃ وکسر الجیم وقف علی رجل واحدۃ وھو الرقص بھیئۃ مخصوصۃ وفی حدیث علی المذکور ان الثلاثۃ فعلوا ذلک اھ وفی القاموس حجل رفع رجلا وتریث فی مشیۃ

وفیہ نزاف فیہ اصل رقص اھل الوجد لفرح او شوق ولو من غیر اضطرار اذا لم یکن من غرض فاسد من الریاء ونحوہ

اور نہ اون کی مراسیل میں البتہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے باب عمرۃ القضا میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت علی کی حدیث میں امام احمد کے نزدیک اور اسیطرح مرسل امام باقر میں ہے کہ حضرت جعفر کہڑے ہوئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد رقص کیا اور چکر لگایا جیسے کوئی قربان ہوتا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا بات ہے انھوں نے عرض کیا کہ یہ ایک شے ہے جو میں نے حبشیوں کو اپنے بادشاہوں کے ساتھہ کرتے دیکھا ہے اور ابن عباس رض کی حدیث میں ہے کہ نجاشی (شاہ حبشہ) جب اپنے تابعین میں کسی سے خوش ہوتا تو وہ شخص اوٹھکر نجاشی کے گرد گھومتا ہوا رقص کرتا اور حجل بفتح حاء وکسر جیم کے معنے ہیں کہ ایک پانو پر کہڑا ہوا اور وہ ایک خاص ہیئت پر رقص ہے اور حضرت علی کی حدیث مذکور میں یہ بھی ہے کہ تینوں نے ایسا ہی کیا اھ اور قاموس میں حجل کے معنے ہیں کہ ایک پانوں اوٹھا لیا اور رفتار میں آہستگی کی اور اوسمیں یہ بھی ہے کہ اوچھلا (تو حاصل اوس رقص کی ہیئت مخصوصہ کا یہ ہوا کہ ایک پانوں اوٹھالے اور ایک پانوں سے آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اوچھلتے ہوئے چکر کاٹتے ہوئے چلے) **ف** اس حدیث میں اصل ہے

۶۷

نا | اصل الرقص الوجدی والتواجدی
اصل رقص وجد و تواجد

اہل وجد کے رقص کی جو فرح یا شوق (کے غلبہ) سے ہوتا ہے اگرچہ (وہ غلبہ) بے اختیار ہی سے نہ ہو (اسکو تواجد کہتے ہیں کیونکہ ہیئت مذکورہ حدیث اختیار سے تہی) بشرطیکہ کسی غرض فاسد ریا وغیرہ سے نہ ہو۔

الحدیث الحاکم من حدیث ابی ذر خالقوا الناس باخلاقهم الحدیث قال صحیح علی شرط الشیخین **ف** فیه رعایة مذاق الرفقة فی المباح من المعاشرات حذرا عن الوحشة

تم ربع العادات

حدیث حاکم نے ابوذر رض کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ اون ہی کے اخلاق (وعادات) کے موافق برتاؤ کرو حاکم نے اس حدیث کو شرط شیخین پر صحیح کہا ہے **ف** اسمیں اسکی تعلیم ہے کہ معاشرات مباحہ میں اپنے رفیقوں کے مذاق کے رعایت رکھنا چاہیئے تاکہ ایک کو دوسرے سے وحشت نہو

ربع عادات تمام ہوا قواعد سے حدیث کا محمل اور اسکی حکمت بہی متعین ہے اِس میں موافقت صاحب وجد فی القیام بہی داخل ہوگئی لیکن قیام مولد کو اس میں داخل نکیا جاوے وہاں غلبہ حال ہی نہیں اس لئے وجد نہیں اور التزام اعتقادی وعملی سے مباح کی قید بہی نہیں نیز اعتقاد قربت کے سبب معاشرات کی بہی قید نہیں جب قیود منتفی ہیں مقید بہی منتفی ہے اور حکم مخصوص تہا مقید کے ساتھ پس حکم بہی منتفی ہوا واللہ یہدی الی الحق

(باقی آئندہ)

۶۸ موافقة الناس فی المباحات ۔ در قوم ورزش در مباحات

(۴۵) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ جس زمانہ میں سید صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب سے تعلیم سلوک حاصل کر رہے تھے اس زمانہ میں شاہ صاحب نے ان کو تصور شیخ کی تعلیم کی سید صاحب نے فرمایا کہ حضرت اگر تصور شیخ طریقت کا موقوف علیہ ہے تو میں اس طریقت ہی کو چھوڑتا ہوں اور اگر یہ اسکا موقوف علیہ نہیں ہے تو (اختیار طریق میں) کچھ مضائقہ نہیں (مگر اس تصور کو حذف فرما دیجئے) شاہ صاحب نے فرمایا کہ طریقت اس پر موقوف نہیں ہے تم تصور شیخ نہ کرو۔

حاشیہ حکایت (۴۶) قولہ سید صاحب نے فرمایا **وقولہ** شاہ صاحب نے فرمایا **اقول** یہ ہے اظہار حق اور یہ ہے اقرار حق۔ مرید ایسا ہو اور پیر ایسا ہو اور بنی اس عذر کا یہ ہے کہ اس عمل کو غیر مشروع سمجھا مرید کو یہی چاہیئے کہ ایسے موقع پر عذر کردے مگر دو امر کا لحاظ لازم ہے ایک یہ کہ ادب سے عذر کرے ردوکد و اعتراض و اعراض و مقابلہ و مجادلہ کی صورت نہ ہو دوسرے یہ کہ شیخ کو چھوڑ نہ دے بلکہ اُسکے ساتھ حسن ظن رکھے اور اُسکے فعل کی کچھ تاویل مناسب کرلے اگر تاویل سمجھ میں نہ آوے تو یہی سمجھ لے کہ کچھ تاویل ہو گی جو میرے ذہن میں نہیں آئی اسکے بعد یہ دیکھے کہ شیخ نے اسکے عذر کو قبول کیا یا نہیں اگر کر لیا جیسے حضرت شاہ صاحب نے کر لیا فبہا اور اگر نہیں کیا بلکہ اپنے تجویز پر اصرار کیا یا مرید سے مکدر ہو گیا تو اُس شیخ کو چھوڑ دے اور دوسرے کامل سے رجوع کرے مگر اُسکی شان میں بھی گستاخی نہ کرے کیونکہ ابتدائً راہ پر لگا دینے میں وہ اس کا محسن ہے (**تشت**)

(۴۷) خانصاحب نے فرمایا کہ میرے استاد میانجی محمدی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے مولانا اسحق صاحب سے کافیہ شروع کیا تھا اور سید صاحب جب تشریف لائے تو انھوں نے شاہ اسحق صاحب سے میزان شروع کی تھی اور اتنی جلدی ترقی کی کہ نصف سے آگے مجھے کافیہ میں پکڑ لیا اور کافیہ ہی پڑھتے ہوئے انھوں نے مشکوۃ بھی شاہ صاحب سے شروع کر دی اور کوئی کتاب مولوی اسمٰعیل صاحب سے بھی پڑھتے تھے یہ قصہ تو میں نے اپنے استاد سے سُنا ہے اور مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ جب سید صاحب تعلیم علوم

حاصل کر رہے تھے اثنائے تحصیل میں انکی یہ کیفیت ہوئی کہ جب وہ کتاب میں نظر کرتے تو
انکی نظر سے حروف غائب ہو جاتے تھے اسکے لئے طبیبوں کی طرف بھی رجوع کی گئی مگر کچھ
نہ ہوا یہ قصہ جب شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم
جالی وغیرہ باریک چیزوں پر نظر جماؤ اور دیکھو کہ وہ بھی تمہاری نظر کے سامنے سے اڑتی ہیں یا
نہیں سیّد صاحب نے اسکا تجربہ کیا تو کوئی باریک سے باریک چیز بھی نہ اُڑی۔ اسکی اطلاع
شاہ صاحب سے کی تو آپ نے فرمایا کہ پڑہنا چھوڑ دو اسپر کسی خادم نے (جسکا نام مجھے
یاد تھا مگر اب بھول گیا) عرض کیا کہ حضرت یہ بات کیا ہے اور آپ نے پڑہنا چھوڑنے کا
حکم کیوں دیا آپ نے فرمایا کہ میں نے امتحان کا اسلئے حکم دیا تہا کہ اگر اور باریک چیزیں بھی
اڑتی ہوں تو جانا جاوے کہ مرض ہے اور اسکا علاج کیا جاوے جب معلوم ہوا کہ دوسری
چیزیں نہیں اڑتیں تو ثابت ہوا کہ مرض نہیں ہے بلکہ اسکا سبب یہ ہے کہ علم ظاہری انکی
قسمت میں نہیں ہے لہذا میں نے کہدیا کہ پڑہنا چھوڑ دو اور فرمایا ان کو تعلم سے پڑہنا نہ آئیگا
بلکہ علم لدنی حاصل ہوگا۔ ۵۴

حاشیہ حکایت (۴۷) **قولہ** تعلم سے پڑہنا نہ آئے گا **اقول** ہو کما
قال الرومی رح ؎ بینی اندر خود علوم انبیا ٭ بے کتاب و بے معید و اوستا۔ مگر اس سے
علوم احکام مستثنٰے ہیں ان میں بجز نقل کے کوئی سبیل حجت نہیں خواہ وہ نقل کتاب سے
ہو یا اہل علم سے (**ش ت**)

(۴۸) خانصاحب نے فرمایا یہ قصہ جو میں بیان کرونگا میں نے اپنے اُستاد میاں جی
محمدی صاحب سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے کہ سید صاحب جب سہارنپور تشریف لے گئے تو
یونہی کی مسجد میں منبر کے اوپر کی سیڑہی پر بیٹھکر وعظ فرمایا انکے دونوں پاؤں کے بیچ میں
مولوی عبد القیوم ابن جناب مولوی عبد الحی صاحب بیٹھے ہوئے تھے جو کہ اسوقت بچے تھے
اور مسجد میں ایک طرف مولوی عبد الحی صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب پاس پاس بیٹھے
ہوئے تھے وعظ جب نصف سے زیادہ ہوگیا تو مولوی عبد الحی صاحب نے مولوی
اسمٰعیل صاحب کو اشارہ سے اٹھایا اور اٹھا کر اس طرف لے گئے جس طرف قبریں ہیں میں بھی

پیچھے پیچھے گیا اور وہاں جاکر فرمایا کہ سید صاحب نے یہ مضمون پہلے بھی بیان فرمایا ہے اور
میں نے اور تم نے اس کو لکھ بھی لیا ہے لیکن اسوقت جو کچھ فرما رہے ہیں یہ تمہاری
سمجھ میں آتا ہے یا نہیں مولوی اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ کچھ کچھ آتا ہے اسپر مولوی
عبدالحی صاحب نے فرمایا کہ سچی بات یہ ہے کہ میں نے تو بہت زور لگایا مگر میری سمجھ میں
تو نہیں آیا اب اس سمندر کو ہم اپنی کلھیا میں کیونکر بند کریں سید صاحب سے عرض کرنا
چاہیئے کہ حضرت مضمون کو ذرا آسان کر کے بیان فرمایا کریں تاکہ ہم لوگ سمجھ سکیں یہ کہکر
دونوں صاحبان پھر اپنی اپنی جگہ آ بیٹھے قصہ ختم ہوا۔ خانصاحب نے فرمایا اس قصہ کو میں نے
مولوی عبدالقیوم صاحب کے سامنے بیان کیا انھوں نے اسکی تصدیق کی اور فرمایا کہ جب
اس وعظ میں میں سید صاحب کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تھا تو چونکہ میں چھوٹا
بچہ تھا اسلئے سید صاحب کے پاؤں کو چھیڑ رہا تھا کبھی اس پاؤں کو چھیڑتا تھا کبھی
دوسرے پاؤں کو۔ اور چھیڑتا اس طرح تھا کہ قدم پر ہاتھ کو رکھکر گدگداتا ہوا اوپر کو لیجاتا
تھا لیکن جب میرا ہاتھ نصف ساق سے اوپر جاتا فوراً سید صاحب اسے نیچے اتار دیتے
تھے بہت سی دفعہ میں نے ایسا ہی کیا اور سید صاحب نے ہمیشہ میرے ہاتھ کو نیچے اتار دیا
اس قصہ کو بیان فرماکر خانصاحب نے فرمایا کہ جب میں اول مرتبہ حضرت گنگوہی کی زیارت
کے لئے گنگوہ جارہا تھا تو سہارنپور ہو کر مغرب کی نماز میں نے یونی کی مسجد میں پڑھی گو
مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ یونی کی مسجد ہے مگر میں نے اسے پہچان لیا اور جب لوگوں سے
دریافت کیا تو معلوم ہو کہ واقعی یونی ہی کی مسجد ہے اور میں نے صحیح سمجھا تھا۔

حاشیہ حکایت (۴۸) قولہ گدگداتا ہوں الخ **اقول** اس سے دو
کمال ثابت ہوتے ہیں ایک مخدومیت سے بعد کہ یہ امر ناگوار نہیں ہوا دوسرا تقوی کہ زانو
سے آگے ہاتھ نہیں جانے دیا (**شت**)

(۴۹) خانصاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ میں نے ابوبکر خاں خورجہ والے سے سنا
ہے جو کہ شاہ عبدالقادر صاحب کے دیکھنے والوں میں تھے یہ صاحب فرماتے تھے
کہ بعد مغرب سید صاحب نے اکبر آبادکی جامع مسجد کے بیچ کے در میں بیٹھکر وعظ

فرمایا اور اس وعظ میں آپ نے شیخین کے بھی کچھ فضائل بیان فرمائے چار رافضی حوض پر کھڑے تھے اسوقت روافض کا فتنہ گو سابق کی نسبت بہت کم ہوگیا تھا مگر تاہم موجود تھا ان رافضیوں نے تالی بجائی اور قہقہہ لگا کر بھاگنا چاہا سید صاحب نے انکی آواز سُنکر زور سے الا اللہ کہا اس آواز سے ایک رافضی تو حوض کے قریب ہی گر پڑا اور ایک حوض سے کچھ آگے گرا ایک دروازہ کے پاس گرا ایک مسجد سے نکل گیا اور سید صاحب ضرب الا اللہ کے بعد خاموش بیٹھ گئے اسوقت مسجد کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ تنور کی طرح گرم ہوگئی اور لوگ چلے جانے لگے میں چونکہ کسیقدر بے تکلف تھا اسلئے میں نے سید صاحب کے گھٹنہ پر ہاتھ رکھکر عرض کیا کہ حضور بس اب لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے فرمایا کہ بہت اچھا اسکے بعد آپ نے عشاء کی اذان کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان تینوں رافضیوں سے کہدو کہ عشاء کی نماز پڑھکر جاویں اسکے بعد عشاء کی نماز ہوئی اور اس میں تینوں رافضی شریک ہوئے اور سُنی ہو کر سید صاحب سے بیعت ہو گئے خانصاحب نے فرمایا کہ میں نے اپنے بچپن میں سُنا تھا کہ سید صاحب نے ہزاروں امام باڑے توڑوائے ہیں مگر حکیم جمیل الدین صاحب جو کہ پورب میں بہت رہے ہیں وہ فرماتے تھے کہ سید صاحب نے پچاس ہزار امام باڑے توڑوائے ہیں۔ ۵۶

حاشیہ حکایت (۴۹) **قولہ** اس آواز سے ایک رافضی **اقول** تصرفات کے کمال مقصود ہوتے کا اس سے شبہ نہ کیا جاوے اور اسیطرح اہل کمال کے نزدیک پسندیدہ نہ ہونا اور باوجود اسکے سید صاحب کا اس سے کام لینا بھی محل اشکال ہونا چاہیئے کیونکہ یہ بضرورت و باذن تھا پس جیسے قوی جسمانیہ سے اہل باطل کو مغلوب کرنے کا حکم ہے ویسے ہی قوی نفسانیہ سے (**تشت**)

(۵۰) خانصاحب نے فرمایا کہ اُلدھن میرٹھ ہاپوڑ گلاوٹی بلندشہر کا حال تو مجھے معلوم ہے کہ یہاں کے لوگ سب تفضیلی بلکہ بعض بعض تو رافضی تھے اور سُنا ہے کہ دیوبند میں بھی سب تفضیلی تھے۔ یہ بات کہ یہ مقامات بدعت تفضیل سے پاک ہیں یہ سب سید صاحب ہی کا صدقہ ہے اور سنیوں اور شیعوں میں جو شادی بیاہ ہوتے تھے

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایتی فہرست

تصنیفات حضرت سیدی ومرشدی حکیم الامتہ مجدد الملتہ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	عام قیمت	رعایتی قیمت
اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۴
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر
اخبار الزلزلة	ار	[illegible]
اخبار بنی	ار	[illegible]
اصلاح الخیال۔ غلبہ سے جن لوگونکو اتباع شریعت میں شبہات و شکوک وراوہام پیدا ہوگئے ہیں وہ تمام تر شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۳ر	۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیونکی اصلاح	[illegible]	[illegible]
اوراد رحمانی واذکار سبحانی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل اور عجیب غریب نکتے	۳ر	۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان	۴ر	۲ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام۔ عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے معہ و ضمیمہ۔	ار	[illegible]
اعمال قرآنی۔ اسمیں آیات قرآنیہ کے خواص و عملیات کا بیان ہے اس کے تین حصے ہیں۔ قیمت ہر حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت باہمی گذران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے۔	۲ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم۔	ار	[illegible]
تحذیر الاخوان۔ معہ اضافہ جدیدہ۔ اسوقت اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ بعض روشن خیال حضرات نے جنکو سود جائز کردیا ہے جس سے دھوکہ میں آجانیکا اندیشہ ہے۔	۴ر	۳ر
تنویر السراج فی لیلة المعراج حضرت والا کی تازہ تصنیف جسمیں روایات نقلیہ کے علاوہ دلائل عقلیہ سے واقعہ معراج کو ثابت فرمایا ہے۔	۱۰ر	۸ر
الترتیب اللطیف فی قصة الکلیم والخلیل حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جا بجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں ان کو ایک جا مرتب فرمادیا ہے۔	۵ر	۳ر
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور انکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھے گئے ہیں۔	۱ر	ار

نام کتاب	قیمت	رعایتی قیمت
التکشیف عن مہمات التصوف	للعہ/	۳ے
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث	۰/	۰/
جزاء الاعمال	۰۲/	۲/
جمال القرآن یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے	۰۲/	۰۱/
حفظ الایمان مع بسط البنان و تغیر العنوان	۰۱/	۱/
حقوق الاسلام اسمیں استاد۔ پیر۔ ماں باپ۔ میاں۔ بیوی۔ حاکم۔ محکوم۔ ہمسایہ ومہمان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	۱/	ے/
حق السماع۔ سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۲/	۰۱/
حقوق العلم۔ علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انمیں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں انکی اصلاح ہے۔	۵/	۳ے/
الخطب الماثورہ۔ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالے عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرما کر درج فرمائے ہیں۔	۲/	۱ے/
الخطاب الملیح۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق	۲/	۱/
روح مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	۰۱/	۱/
زاد السعید۔ اسمیں درود شریف کے فضائل و عجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیح میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفاء ہے جسمیں		

نام کتاب	قیمت	رعایتی قیمت
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب و غریب خواص اور برکات درج ہیں	۲/	۰۱/
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹/	۸/
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین۔	۴/	۰۲/
شجرہ طیبہ	۰۱/	۱/
صفائی معاملات خرید فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول و قواعد عام فہم	۰۲/	۱ے/
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	۰۱/	ے/
قصد السبیل اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرماتے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کرکے کامیاب ہو سکتا ہے۔	۰۲/	۰۱/
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ پر شبہات کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن و حدیث ہی سے اسکو ثابت کیا ہے۔	۰۲/	۰۱/
کمالات امدادیہ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶/	۵/
لب مثنوی دفتر ششم کی ابتدائی حصہ کی شرح	۵/	۴/
المصالح العقلیہ حصہ اول	۹/	۶/

اکسیر حیات
سرتاج مقویات
معدہ کی حالت قابل رشک بنانیکے لئے اگر کوئی شے ہو سکتی ہی تو وہ یہی اکسیر حیات ہی اسکے ذریعہ
سیروں دودھ اور کئی چھٹانک گھی مکھن روزانہ آسانی سے ہضم ہو کر خون صالح پیدا کرتا ہی اور بھوک
ناقابل برداشت لگتی ہی تمام اعضاء رئیسہ قوی ہو کر چہرہ اور بدن پر سُرخی اور فربہی آجاتی ہے۔
خوراک ایک رتی۔ فی ڈبیہ دو تولہ قیمت ایکروپیہ (عہ) محصولڈاک خرچہ پیکنگ ذمہ خریدار
ملنے کا پتہ:۔ حکیم سید عزیز الدین نصرتی چرتھاول ضلع مظفر نگر
جدید الطبع وعظ مسمے بہ
الباطن
یہ وہی وعظ چھپکر تیار ہوا ہی جسکی تلاش وتمنا اکثر حضرات کو تھی جسکا کیفیت کا نقشہ درج ذیل ہی قیمت ۴
بیان الاحرار ترجمہ تاریخ الخلفاء
مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی
اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہو جاتا ہی ساتھہ ہی یہ بھی معلوم ہو جاتا ہی کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل
ہوتی رہی اسمیں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے لیکر ۹۰۳ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کردیے
ہیں۔ قیمت دو روپیہ (عمر) خریداران الہادی کے واسطے ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)
المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دھلی

نوٹ: بیان القرآن کی جو جلدیں ختم ہو گئی تھیں وہ بحمد بسہ تیار ہو گئی ہیں قیمت فی جلد عہ کامل غہ

التکشف عن مہمات التصوف

تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری کتاب جسکی مختصر فہرست مضامین یہ ہے مسائل متعلقہ نوافل، حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ میں داخل ہو کر جو جو کام کرنے ہونگے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم طلسم کشائی، فریمسن یعنی فریمسن کی تحقیق علاج وساوس جلد دوم ملخص الانوار والتجلی اسمیں تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ اور جامعیت انسان کی تحقیق نہایت عجیب اور سہل اور مطابق شریعت غرا کے فرمائی ہے۔

الفتوح فیما یتعلق بالروح۔ روح کے متعلق حکماے متقدمین ومتاخرین وصوفیہ کے مذاہب بیان فرماتے ہیں اور ان میں جو مذاہب باطل ہیں انکی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب ثواب کس روح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل ومفصل بیان فرمایا ہے۔ **جلد سوم** اسکے دو جزو ہیں اول رسالہ مسائل المثنوی ہے اس میں کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول سے مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود ومعنی ابن الوقت وابو الوقت ومسئلہ عینیت وغیریت وطرق وصول وغیرہ کو ملتقط فرما کر جمع فرمایا ہے۔ **جلد چہارم** لسان الغیب حضرت حافظ شیرازیؒ کے دیوان (حافظ) کی ردیف خا تک کی شرح ہے جس میں سلوک وتصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شرح اس دیوان کی دیکھنے کے بعد اسکو دیکھا جاوے تب معلوم ہو گا کہ یہ کیا شے ہے **جلد پنجم** اسکے تین جزو ہیں۔ اول جز وحقیقۃ الطریقہ ہے اسمیں تیرہ باب ہیں جنکے مضامین مختلف طور سے لکھے ہیں اور ہر مضمون پر اس باب کا بھی نام لکھدیا ہے۔ جس باب کا وہ مسئلہ ہے اور وہ تیرہ باب یہ ہیں۔

اخلاق، احوال، اشغال، تعلیمات، علامات، فضائل، عادات، رسوم، مسائل، اقوال، توجیہات، اصلاح، متفرقات، ان ابواب کے مضامین کو تین سو تیس احادیث سے ثابت فرمایا ہے جسکے دیکھنے سے صوفی غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہو جاتا ہے یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال ورسوم وغیرہ کو حدیث شریف سے ثابت فرمایا ہے، دوسرا جزو اس جلد کا رسالہ النکت الدقیقہ ہے اس میں بعض وہ مضامین ہیں جنکو بعض اہل ظاہر بدعت بتاتے تھے ان کو احادیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔

تیسرا جزو اس جلد کا تائید الحقیقۃ ہے اسمیں آیات سے مقاصد سلوک کو ثابت فرمایا ہے اس کتاب کی حقیقت بلا مطالعہ نہیں معلوم ہو سکتی، ضخامت ۵۲۰ صفحات تقطیع ۲۰×۲۶ کاغذ سفید قیمت چار روپے (للعہ) خریداران امدادی کے واسطے تین روپے۔ (سے)